روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

سوموار 17 فروری 2014ء 16 ربیع الثانی 1435 ہجری 17 تبلیغ 1393 ہش جلد 64-99 نمبر 39

تاجدار محمود احمد

حضرت شیخ یوسف دہلوی حضرت چراغ دہلوی (جانشین حضرت نظام الدین اولیاء) کے خلفاء کبار میں سے تھے۔ آپ نے اپنی منظوم کتاب ''تحفہ نصائح'' میں پیش گوئی فرمائی کہ ظہور مسیح موعود کے بعد مزدوروں اور کسانوں کی حکومت قائم ہوگی اور اس سیاسی انقلاب کے وقت دین کے تاجدار محمود احمد ہوں گے۔

محمود احمد تاج دیں مزدور بینی ہر طرف
شادی قبولا زیر کا مقطع شدہ ہم مشتہر
اہل بوادی روستا چوپاں شباں ہم جفت راں
کفشے نہ گاہی پائے شاں پکے نبودی شان بسر

(تحفہ نصائح ص 12 ناشر ملک سراج الدین اینڈ سنز پبلشرز لاہور)

مصلح موعود کے متعلق عظیم الشان پیشگوئی اور اس کے مصداق کا دعویٰ

حضرت مسیح موعود کو خدا تعالیٰ نے مخاطب کر کے فرمایا:۔

''میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام! خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین (......) کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب (......) کو انکار اور تکذیب کی راہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔

اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ (......) خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر' مظہر الحق والعلاء (۔) جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امراً مقضیا''

(اشتہار 20 فروری 1886ء روحانی خزائن جلد نمبر 5 ص 647)

12 مارچ 1944ء کو لاہور کے جلسہ عام میں سیدنا حضرت مصلح موعود نے خدائے واحد وقہار کی قسم کھا کر نہایت پُر شوکت الفاظ میں اعلان فرمایا:۔

''آج میں اس جلسہ میں اس واحد وقہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افترا کرنے والا اس کے عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اسی شہر لاہور میں 13 ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان میں یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کے ذریعہ (دین) دنیا کے کناروں تک پہنچے گا اور توحید دنیا میں قائم ہوگی۔''

(الفضل 18 فروری 1958ء)

اداریہ

حضرت مصلح موعود کے نام بی بی سی ریڈیو سے پیغام

خلافت احمدیہ اور احباب جماعت کا تعلق نہایت عجیب ہے۔ اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں۔

جماعت سے جو میرا تعلق ہے ایسا ہے کہ میں جماعت کے دل میں رہتا ہوں اور جماعت میرے دل میں رہتی ہے یہ ایسا تعلق ہے جو خطوں کا محتاج نہیں پیغاموں کا محتاج نہیں کسی کو بتانا نہیں پڑتا کہ اسے مجھ سے کتنی محبت ہے۔ (خطبات طاہر جلد 11 صفحہ 232)

مگر جو دل میں رہتے ہوں ان کے مابین جسمانی فاصلے تو بہرحال موجود رہتے ہیں۔ جن کو کم کرنے کے لئے دونوں طرف سے کوششیں جاری رہتی ہیں۔ احباب کی خلیفۂ وقت کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بے تابی اور خلیفۂ وقت کے دورے اس میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اور جدید ذرائع مواصلات سے کام لے کر دوریاں کم کرنا ہمارا شوق ہے۔

پرانے الفضل کا مطالعہ کرتے ہوئے اس ضمن میں ایک دلچسپ خبر پر نظر پڑی۔ 1940ء میں دوسری جنگ عظیم جاری تھی اور لندن میں حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب بطور مربی سلسلہ خدمات بجا لا رہے تھے۔ آپ نے بی بی سی ریڈیو پر حضرت مصلح موعود کے نام سلام پہنچایا اور دعا کی درخواست کی۔ تفصیل کسی قدر یہ ہے کہ

نومبر 1940ء کو آٹھ بجے شب لندن سے بی بی سی کے ریڈیو سٹیشن سے اردو میں مولوی جلال الدین صاحب شمس نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں حسب ذیل پیغام عرض کیا۔

سیدی حضرت...... خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

حضور کا یہ خادم جلال الدین شمس لندن سے بول رہا ہے۔

السلام علیکم ورحمة الله وبركاته

سب سے پہلے میں حضور کی خدمت میں سب افراد جماعت احمدیہ انگلستان کی طرف سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرض کرتا ہوں اور یہ عرض کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے تمام ممبر جو انگلستان میں پائے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل اور حضور کی دعاؤں کی برکت سے بخیریت ہیں۔ صرف ایک احمدی بھائی مسٹر بدرالدین صاحب بانڈ موٹر سے ٹکرا جانے کی وجہ سے زخمی ہوگئے تھے۔ جو اب ہسپتال سے ڈسچارج ہو کر گھر آگئے ہیں۔ عیدالفطر کی تقریب باوجود ہوائی حملوں کے خطرہ کے گزشتہ سالوں کی طرح کامیابی سے منائی گئی۔ ہم حضور کی اور حضرت مسیح موعود کی فرمودہ دعا رب كل شئی خادمك پڑھتے رہتے ہیں۔ میں دو تین ہفتہ کے لئے لندن سے باہر ایک گاؤں میں جا رہا ہوں۔ میرے بعد میر عبدالسلام صاحب میری جگہ (مشن ہاؤس) میں ٹھہریں گے۔

آخر میں میں اپنے اور دوسرے تمام دوستوں کے لئے حضور سے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ نیز حضرت (اماں جان) مدظلہا العالیٰ سے بھی دعا کی درخواست ہے۔ میں اپنے والدین پھوپھی صاحبہ اہلیہ دو بچوں اور دیگر عزیزوں کے لئے بھی درخواست دعا کرتا ہوں۔

(الفضل 8 نومبر 1940ء صفحہ 2)

یہ لندن مشن اور جماعت کی تاریخ کا ایک اہم واقعہ ہے اور شاید یہ محبانہ گفتگو کسی ریڈیو لائبریری میں محفوظ بھی ہو۔ آج خدا کے فضل سے وہ دن آئے ہیں کہ احباب جماعت ٹیلی ویژن کے ذریعہ اپنے امام کو نعروں کے ذریعہ اپنا Live محبت بھرا پیغام دیتے ہیں اور قادیان سمیت دنیا کے کئی ملکوں سے یہ واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں اور یہ دوطرفہ سلسلہ مسلسل ترقی پذیر ہے۔ کیونکہ یہ محبت تو دیدار کے بعد اور بڑھتی ہے اور زیارت کا یہ چلو تشنگی میں مزید اضافہ کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس الفت کو اور بھی بڑھاتا رہے اور نفرتوں کی ماری ہوئی یہ دنیا بھی اس کی لذت کو دیکھ کر اس کے سائے تلے آجائے۔

یوم امن کے موقع پر جاپان کی ایک انجمن کی درخواست پر

امن عالم کے لئے حضرت مصلح موعود کی دعا

1952ء کی بات ہے انٹرنیشنل ورلڈ پیس ڈے (بین الاقوامی یوم امن) منانے کے لئے جاپان کی ایک انجمن نے حضرت مصلح موعود کی خدمت میں لکھا کہ جماعت احمدیہ بھی قیام امن کی کوشش میں شریک ہو اور اس اہم مقصد کے لئے ایک معین دن مقرر کر کے دعائیں کریں۔ حضور نے دنیا بھر کی جماعتوں کو ہدایت کی کہ وہ 2/اگست 1952ء بروز جمعہ قیام امن کے لئے دعا کریں۔ عام رہنمائی کے لئے حضور نے ایک نہایت جامع دعا مندرجہ ذیل الفاظ میں تجویز فرمائی:۔

”اے خدا ہمیں سیدھا رستہ دکھا۔ ایسا رستہ جس پر مختلف اقوام کے چنیدہ لوگ جنہوں نے تیری رضامندی کو حاصل کر لیا تھا چلے تھے۔ ہمارے ارادے پاکیزہ ہوں۔ ہماری نیتیں درست ہوں۔ ہمارے خیالات ہر بدی سے پاک ہوں۔ ہمارے عمل ہر قسم کی کجی سے منزہ ہوں۔ سچائی اور صداقت کے لئے ہم اپنی ساری خواہشات اور رغبتیں قربان کر دیں۔ ایسا انصاف جس میں رحم ملا ہوا ہو ہمارے حصہ میں آئے اور ہم تیرے ہی فضل سے دنیا میں سچا امن قائم کرنے والے بن جائیں۔ جس طرح کہ تیرے برگزیدہ بندوں نے دنیا میں امن قائم کیا اور تو ہمیں ایسے کاموں سے محفوظ رکھ جن کی وجہ سے تیری ناراضگی حاصل ہوتی ہے اور تو ہمیں اس بات سے بچا کہ ہم جوش عمل سے اندھے ہو کر ان فرائض کو بھول جائیں جو تیری طرف سے عائد ہوتے ہیں اور ان طریقوں سے بے راہ ہو جائیں جو تیری طرف لے جاتے ہیں“۔ (الفضل 9 جولائی 1952ء)

مذکورہ بالا انجمن کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر الفریڈ ڈبلیو مارکر نے حضور کی یہ دعا اپنے ہیڈ کوارٹر (جاپان) بھجوائی جہاں سے ان کے ماہنامہ میں تعریفی کلمات کے ساتھ شائع کی گئی اور حضور کی خدمت میں مذکورہ رسالہ اور کچھ اور لٹریچر بھی بھجوایا گیا۔ حضور نے ان کے لٹریچر کی رسیدگی سے مطلع کرتے ہوئے انہیں مندرجہ ذیل جواب دیا جس میں قیام امن کے سلسلہ میں دین فطرت کے اصولوں کا ذکر کرتے ہوئے انہیں اس بہترین طریق پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔

”...... یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ امن عالم کے قیام کے لئے جو میری دعا کے متعلق تجویز تھی وہ آپ کے اخبار میں شائع ہوئی ہے۔ حقیقتاً دنیا اس بات کی محتاج ہے کہ اس کے اندر سچا امن پیدا کیا جائے لیکن سچا امن کبھی بھی روحانیت کے درست ہوئے بغیر قائم نہیں ہوسکتا۔ دنیا کوشش کر رہی ہے کہ ہتھیاروں کے ساتھ صلح کو قائم رکھے۔ قانون کے ساتھ صلح کو قائم رکھے یا عقل کے ساتھ صلح کو قائم رکھے لیکن یہ تینوں چیزیں ناقص ہیں گو اپنے اپنے دائرہ میں ضروری ہیں۔ یہ تینوں چیزیں جب تک روحانیت کے ساتھ نہ ملیں اس وقت تک امن قائم نہیں ہوسکتا۔ ہتھیاروں کے ساتھ اس لئے امن قائم نہیں رکھا جا سکتا کہ ہتھیاروں کی دوڑ شروع ہو جاتی ہے اور پھر یہ عادت ایسی پڑ جاتی ہے کہ صلح کے بعد صلح کرانے والی قومیں ہتھیار جمع کرتی چلی جاتی ہیں۔ کیونکہ اپنے ہمسایہ سے ڈرنے کی عادت انہیں پڑ جاتی ہے اور کافی ہتھیاروں کے بغیر ان کے دل اطمینان نہیں پاتے۔ قانون اس لئے امن قائم نہیں کر سکتا کیونکہ قانون ظاہر پر حکومت کرتا ہے۔ باطن پر نہیں اور عقل اس لئے امن قائم نہیں کر سکتی کہ عقل اخلاق کے تابع نہیں ہوتی وہ یہ دیکھتی ہے کہ میرا یا میرے دوست کا فائدہ کس میں ہے وہ یہ نہیں دیکھتی کہ بعض ظاہری فائدے باطنی نقصان کا موجب ہوتے ہیں اور قریب کی دوستی بعید کو خراب کر دیتی ہے لیکن روحانیت ہی ایک ایسی چیز ہے جو کہ انسان کو دائمی طور پر نیکی کی طرف مائل رکھتی ہے کیونکہ روحانیت نام ہے جذبات کے اخلاقی رنگ میں ڈھلنے کا اور جب جذبات اخلاقی رنگ میں ڈھل جائیں تو لازماً عقل بھی ان کے ساتھ ہوتی ہے اور ایک ایسا دوام پیدا ہو جاتا ہے جس کو کوئی لالچ یا کوئی حرص یا کوئی خوف اپنے مقام سے ہلا نہیں سکتا“۔

(الفضل 28 نومبر 1989ء)

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

پیشگوئی مصلح موعود کا ایک عظیم الشان پہلو۔ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا

چند اعترافات اور آسمانی نشانات۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے ارشادات

خطبہ جمعہ 20 فروری 2009ء سے چند اقتباسات

علوم ظاہری و باطنی جو قرآن کریم کا دینی علم ہے اس کے بارہ میں غیروں کا کیا کہنا ہے۔

علامہ نیاز فتح پوری صاحب مدیر ماہنامہ نگار لکھتے ہیں کہ ”تفسیر کبیر جلد سوم آج کل میرے سامنے ہے اور میں اسے بڑی نگاہ غائر سے دیکھ رہا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ مطالعہ قرآن کا ایک نیا زاویہ فکر آپ نے پیدا کیا ہے اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے جس میں عقل و نقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے۔ آپ کی تبحر علمی، آپ کی وسعت نظر، آپ کی غیر معمولی فکر و فراست، آپ کا حسن استدلال، اس کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے اور مجھے افسوس ہے کہ مَیں کیوں اس وقت تک بے خبر رہا کاش کہ مَیں اس کی تمام جلدیں دیکھ سکتا۔ کل سورۃ ھود کی تفسیر میں حضرت لوط علیہ السلام پر آپ کے خیالات معلوم کر کے جی پھڑک گیا اور بے اختیار یہ خط لکھنے پر مجبور ہو گیا۔ آپ نے ھٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ کی تفسیر کرتے ہوئے عام مفسرین سے جدا بحث کا جو پہلو اختیار کیا ہے اس کی داد دینا میرے امکان میں نہیں۔ خدا آپ کو تا دیر سلامت رکھے“۔

(الفضل 17 ؍نومبر 1963ء۔ صفحہ 3۔ بحوالہ ماہنامہ خالد سیدنا مصلح موعود نمبر جون، جولائی 2008ء صفحہ 324-325)

.... پھر قرآن کریم کے بارے میں مولانا عبدالماجد دریا آبادی لکھتے ہیں کہ:

”قرآن اور علوم قرآن کی عالمگیر اشاعت اور (۔) کی آفاق گیر (۔) میں جو کوششیں انہوں نے سرگرمی، اولوالعزمی سے اپنی طویل عمر میں جاری رکھیں، ان کا اللہ (تعالیٰ) انہیں صلہ دے۔ علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح و تبیین و ترجمانی وہ کر گئے ہیں اس کا بھی ایک بلند و ممتاز مرتبہ ہے۔

(بحوالہ ماہنامہ خالد سیدنا مصلح موعود نمبر جون، جولائی 2008ء صفحہ 325)

علوم ظاہری سے پُر کئے جانے کے بارے میں حضرت مصلح موعود نے خود لکھا ہے کہ ”اس پیشگوئی کا مفہوم یہ ہے کہ وہ علوم ظاہری سیکھے گا نہیں بلکہ خدا (تعالیٰ) کی طرف سے اسے یہ علوم سکھائے جائیں گے“ اور پھر آپ فرماتے ہیں کہ ”یہاں علوم ظاہری سے مراد حساب اور سائنس وغیرہ علوم نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہاں ”پُر کیا جائے گا“ کے الفاظ ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے یہ علوم سکھائے جائیں گے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے حساب اور سائنس اور جغرافیہ وغیرہ علوم نہیں سکھائے جاتے بلکہ دین اور قرآن سکھایا جاتا ہے۔ پس پیشگوئی کے ان الفاظ کا کہ ”وہ علوم ظاہری سے پُر کیا جائے گا“ یہ مفہوم ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے علوم دینیہ اور قرآنیہ سکھلائے جائیں گے اور (خدا تعالیٰ) خود اس کا معلّم ہوگا“۔

(انوار العلوم۔ جلد 17 صفحہ 565)

اس ضمن میں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح مجھے سکھایا آپ ایک خواب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”مَیں نے دیکھا کہ مَیں ایک جگہ کھڑا ہوں مشرق کی طرف میرا منہ ہے کہ آسمان پر سے مجھے ایسی آواز آئی جیسے گھنٹی بجتی ہے یا جیسے پیتل کا کوئی کٹورا ہو اور اسے ٹھکوریں تو اس میں سے باریک سی ٹن ٹن کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ پھر میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ آواز پھیلنی اور بلند ہونی شروع ہوئی یہاں تک کہ تمام جوّ میں پھیل گئی، (تمام آسمان میں پھیل گئی)۔ اس کے بعد مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ آواز متشکل ہو کر تصویر کا چوکٹھا بن گئی۔ پھر اس چوکٹھے میں حرکت پیدا ہونی شروع ہوئی اور اس میں ایک نہایت ہی حسین اور خوبصورت وجود کی تصویر نظر آنے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ تصویر ہلنی شروع ہوئی اور پھر یکدم اس میں سے کُود کر ایک وجود میرے سامنے آ گیا اور کہنے لگا مَیں خدا کا فرشتہ ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ مَیں تمہیں سورہ فاتحہ کی تفسیر سکھاؤں۔ مَیں نے کہا سکھاؤ وہ سکھاتا گیا، سکھاتا گیا اور سکھاتا گیا یہاں تک کہ جب وہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ تک پہنچا تو کہنے لگا کہ آج تک جس قدر مفسرین گزرے ہیں ان سب نے یہیں تک تفسیر کی ہے لیکن مَیں تمہیں آگے بھی سکھانا چاہتا ہوں۔ مَیں نے کہا سکھاؤ۔ چنانچہ وہ سکھاتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ ساری سورۃ فاتحہ کی تفسیر اس نے مجھے سکھا دی“۔

(انوار العلوم۔ جلد 17 صفحہ 570)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ”دوسری خبر اس پیشگوئی میں یہ دی گئی تھی کہ وہ باطنی علوم سے پُر کیا جائے گا۔ باطنی علوم سے مراد وہ علوم مخصوصہ ہیں جو خدا تعالیٰ سے خاص ہیں جیسے علم غیب ہے۔ جسے وہ اپنے ایسے بندوں پر ظاہر کرتا ہے جن کو وہ دنیا میں کوئی خاص خدمت سپرد کرتا ہے تا کہ خدا تعالیٰ سے ان کا تعلق ظاہر ہو اور وہ ان کے ذریعہ سے لوگوں کے ایمان تازہ کر سکیں“۔

(انوار العلوم۔ جلد 17 صفحہ 579)

آپ کی بے شمار رؤیا ہیں۔ اس ضمن میں اپنی ایک خواب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”ایک اور خبر جو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس جنگ کے متعلق بتائی اور نہایت ہی عجیب رنگ میں پوری ہوئی (یہ جنگ عظیم کی بات ہے) وہ یہ ہے کہ مَیں نے ایک دفعہ رؤیا میں دیکھا کہ مَیں انگلستان گیا ہوں اور انگریزی گورنمنٹ مجھ سے کہتی ہے کہ آپ ہمارے ملک کی حفاظت کریں۔ مَیں نے اس سے کہا کہ پہلے مجھے اپنے ذخائر کا جائزہ لینے دو (تمہارا جو ذخیرہ ہے اس کا جائزہ لینے دو) پھر مَیں بتا سکوں گا کہ مَیں تمہارے ملک کی حفاظت کا کام سرانجام دے سکتا ہوں یا نہیں۔ اس پر حکومت نے مجھے اپنے تمام جنگی محکمے دکھائے اور مَیں ان کو دیکھتا چلا گیا۔ آخر میں مَیں نے کہا کہ صرف ہوائی جہازوں کی کمی ہے۔ اگر مجھے ہوائی جہاز مل جائیں تو مَیں انگلستان کی حفاظت کا کام کر سکتا ہوں۔ جب مَیں نے یہ کہا تو معاً میں نے دیکھا کہ امریکہ کی طرف سے ایک تار آیا ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں کہ The American government has delivered 2,800 aeroplanes, to British government. یعنی امریکن گورنمنٹ نے دو ہزار آٹھ سو ہوائی جہاز برطانوی گورنمنٹ کو بھجوا دیئے ہیں۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی“۔

کہتے ہیں کہ مَیں نے یہ خواب چوہدری ظفر اللہ صاحب کو بھی سنا دی تھی۔ چند دنوں کے بعد جب میں (۔) میں تھا تو مجھے فون آیا۔ مَیں فون سننے گیا تو پتہ چلا کہ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کا فون ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے اخبار میں خبر نہیں دیکھی۔ مَیں نے کہا نہیں۔ کیا خبر ہے؟ انہوں نے کہا کہ آپ کی خواب پوری ہو گئی۔ ابھی ابھی ایک سرکلر آیا ہے۔ پہلے محکمے میں آیا تھا۔ اب اخبار میں بھی خبر آ گئی ہے کہ امریکی حکومت نے برطانوی حکومت کو 2800 جنگی جہاز دیئے ہیں۔

(ماخوذ از انوار العلوم جلد 17 صفحہ 603)

(الفضل 7 ؍اپریل 2009ء)

ایک عظیم الشان نشان صداقت

پیشگوئی مصلح موعود کے چند عظیم الشان پہلو

مکرم ظفر اللہ خان طاہر صاحب

ہر دور میں خدا تعالیٰ نے اپنے نشانوں کے ظہور سے اپنی چہرہ نمائی کا ثبوت دیا ہے اور مخلوق کو اپنے وجود کا پتہ دیا ہے۔ چنانچہ اس دور میں بھی اللہ تعالیٰ کی سنت مستمرہ کے مطابق ایک نہایت ہی عظیم پیشگوئی منصۂ شہود پر آئی جس کا تذکرہ ہمیں صحف سابقہ میں بھی ملتا ہے کہ آخری زمانہ کے مامور مسیح و مہدی کی روحانی سلطنت کا نظام آگے بڑھانے اور اسے مستحکم کرنے اور قائم رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ اس کو ایک باکمال بیٹا عطا کرے گا۔

چنانچہ یہود کی شریعت کی کتاب طالمود اور زرتشتی مذہب کی کتاب دساتیر میں بھی یہ پیشگوئی بڑی وضاحت سے درج ہے۔

(طالمود مرتبہ جوزف برکلے باب پنجم مطبوعہ لندن 1978ء سفرنگ دساتیر 190 ملفوظات زرتشت مطبوعہ 1280ھ مطب سراجی دہلی)

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والا مسیح و مہدی شادی کرے گا اور اس سے اللہ تعالیٰ اسے خاص اولاد عطا فرمائے گا اور یہ بھی سنت اللہ ہے کہ جب بھی نیک لوگوں کے ہاں اولاد کی بشارت دی جاتی ہے تو اس سے مراد ہمیشہ نیک اور پاک اولاد کا عطا کیا جانا ہوتا ہے۔ پھر کئی بزرگوں نے بھی اس پیشگوئی کو بیان کیا۔ چنانچہ حضرت نعمت اللہ ولی جو کہ صاحب وحی و الہام بزرگ تھے ان کا قصیدہ بزبان فارسی حضرت شاہ اسماعیل صاحب شہید نے شائع فرمایا (الاربعین فی احوال المہدیین مطبوعہ نومبر 1951ء مصری گنج کلکتہ) اس میں انہوں نے واضح طور پر پیشگوئی فرمائی کہ جب اس کا دور پورا ہو جائے گا یعنی مسیح و مہدی وفات پا جائیں گے تو ان کی یادگار ایک عظیم الشان بیٹا ہوگا۔

پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر

جب حضرت اقدس مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے اس دور میں مسیح و مہدی کے منصب پر سرفراز فرمایا تو ہزاروں برسوں سے چلی آنے والی اس پیشگوئی کے ظہور کا وقت بھی آ پہنچا۔ چنانچہ جب حضرت اقدس مسیح موعود نے تمام دنیا کے مذاہب کو بار بار یہ دعوت دی کہ تم میرے پاس قادیان آ کر کچھ عرصہ رہو۔ اس عرصہ قیام کے دوران اللہ تعالیٰ آپ لوگوں پر میری صداقت اور میرا خدا کی طرف سے ہونا کھول دے گا۔ اس پر قادیان کے آریوں نے حضرت اقدس کی خدمت میں درخواست کی کہ ہم جو آپ کے ہمسائے اور آپ کے ساتھ رہتے ہیں ہمیں خدا تعالیٰ کا نشان دکھائیں۔

اس مطالبہ پر آپ اپنے مولیٰ کی طرف متوجہ ہوئے اور ہوشیار پور جا کر عبادت اور دعا میں منہمک ہو گئے آپ نے اپنے خدا سے نشان مانگا۔ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک عظیم فرزند کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی اور آپ نے بڑی تفصیل سے پیشگوئی شائع فرمائی۔

پیشگوئی کا خلاصہ اور ظہور

حضرت اقدس نے یہ پیشگوئی 20 فروری 1886ء کو شائع فرمائی۔ یہ پیشگوئی نہایت ہی پُرشوکت کلمات پر مشتمل ہے اس میں مذکورہ اخبار غیبیہ پسر موعود کی خوبیاں اور صفات ایسے امور ہیں جو انسان کا کلام نہیں ہو سکتا۔

پھر 22 مارچ 1886ء کو آپ نے ایک اشتہار کے ذریعہ یہ شائع فرمایا کہ یہ موعود بیٹا نو سال کے عرصہ میں ضرور پیدا ہوگا۔ مگر پیشگوئی پر ابھی تین سال پورے نہ ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور 12 جنوری 1889ء کو جمعہ ہفتہ کی درمیانی رات حضرت اقدس مسیح موعود کے گھر میں وہ عظیم بیٹا پیدا ہوا جس کا نام محمود احمد رکھا گیا۔

یہ پیشگوئی بہت سارے نشانات پر مشتمل ہے۔ اس میں مصلح موعود کی تفصیلی علامات کا بھی ذکر ہے۔ چنانچہ عمومی طور پر اس میں باون ایسی علامات مذکور ہیں۔ (الموعود۔ تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی 28 فروری 1944ء) جن کا ظہور اس موعود بیٹے کے ذریعہ ہونے والا تھا۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد اس پیشگوئی کے مصداق ہوئے آپ کی پیدائش کے ساتھ ہی پیشگوئی میں مندرجہ تفصیلی علامات کا ظہور شروع ہو گیا۔ ان میں سے چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

وہ جلد جلد بڑھے گا

اس موعود بیٹے کی ایک علامت یہ تھی کہ ’’وہ جلد جلد بڑھے گا‘‘ اس کے عین مطابق حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد غیر معمولی طور پر ہر لحاظ سے جلد جلد بڑھے اور ترقی کی۔ حالانکہ آپ بچپن سے ظاہری صحت کے لحاظ سے کمزور تھے۔ آپ کو آنکھوں کی تکلیف تھی اور رواجی تعلیم کی طرف زیادہ توجہ نہ تھی۔ ان تمام رکاوٹوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی ترقی عطا فرمائی۔

چنانچہ آپ نے 1906ء میں انجمن تشحیذ الاذہان کی بنیاد ڈالی اور اس کے تحت نہایت بلند پایہ علمی رسالہ تشحیذ الاذہان جاری فرمایا۔ نیز ایک احمدیہ دارالمطالعہ اور لائبریری کا قیام فرمایا پھر 18 جون 1913ء کو اخبار الفضل جاری فرمایا تا کہ جماعتی ضروریات کو زیادہ بہتر طور پر پورا کیا جا سکے۔ خلافت اولیٰ کی ابتداء میں جبکہ آپ کی عمر صرف انیس سال تھی آپ نے جلسہ سالانہ کے موقع پر تقریر فرمائی۔ اس نوجوانی کی عمر میں ایسی اعلیٰ درجہ کی فصاحت و بلاغت اور معارف پر مشتمل تقریر سن کر سب حیران رہ گئے۔

حضرت مولوی شیر علی صاحب نے تو کہا کہ اس وقت گویا حضرت مسیح موعود کی روح آپ پر اتر رہی تھی جو یہ اعلان کر رہی تھی کہ یہ میرا وہ موعود بیٹا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے فرمایا کہ میاں صاحب نے ایسے معارف قرآنیہ بیان فرمائے جو میرے لئے بھی جدید ہیں۔

(الفضل 5 نومبر 1938ء ص 6)

1910ء کے اوائل میں آپ نے قرآن مجید کا درس دینے کا سلسلہ شروع فرمایا۔ 1910ء میں ہی آپ کے سپرد مدرسہ احمدیہ کی نگرانی کی گئی۔

دعوت الی اللہ کے کام کو ترقی دینے کے لئے آپ نے انجمن انصار اللہ کی بنیاد رکھی۔ اس کا پہلا اجلاس مورخہ 16 /اپریل 1911ء کو ہوا اس مجلس کی کوششوں سے دعوت الی اللہ کا کام بہت تیز ہو گیا۔ 1912ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ لندن میں جماعت احمدیہ کا مضبوط مشن قائم ہونا چاہئے تو اس وقت حضرت چوہدری فتح محمد سیال نے اپنے آپ کو اس خدمت کے لئے پیش کیا۔ انہیں لندن بھجوانے کے خرچ کا بڑا حصہ انجمن انصار اللہ نے ادا کیا۔ جنوری 1914ء میں آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی منظوری سے ہندوستان بھر میں دعوت الی اللہ کے لئے ایک تفصیلی سکیم تیار کی۔

1914ء میں جبکہ آپ کی عمر پچیس سال تھی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے خلافت احمدیہ کی مسند پر متمکن فرمایا اور پھر مسلسل باون برس آپ جماعت احمدیہ عالمگیر کی ہر میدان میں راہنمائی فرماتے رہے۔ یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود میں اس موعود کی باون علامات بیان کی گئی تھیں اور آپ باون برس ہی مسند خلافت پر متمکن رہے۔ اس قدر تیزی کے ساتھ ترقی اللہ تعالیٰ کا خاص نشان ہے جو درحقیقت ’’وہ جلد جلد بڑھے گا‘‘ کا عملی مظہر تھا اور دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا خود حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ نے الہاماً میرے متعلق خبر دی ہے کہ میں جلد جلد بڑھوں گا پس میرے لئے یہی مقدر ہے کہ میں سرعت اور تیزی کے ساتھ اپنا قدم ترقیات کے میدان میں بڑھاتا چلا جاؤں۔

(الموعود ص 215)

حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا

مصلح موعود کی ایک علامت یہ بیان کی گئی تھی کہ وہ اوصاف اور خوبیوں میں حضرت اقدس مسیح موعود کا مثیل ہوگا اور اس کے ظہور سے حضرت اقدس مسیح موعود کی یاد تازہ ہو جائے گی۔ یہ علامت بھی آپ کے اندر کامل طور پر پوری ہوئی اور وہ بزرگ جنہوں نے عظیم باپ اور عظیم بیٹے دونوں کا زمانہ پایا تھا انہوں نے اس کی تصدیق کی۔ چنانچہ اس موقع پر حضرت مولوی شیر علی جنہوں نے دونوں دور دیکھے تھے اپنی ایک گواہی اس طرح پر دی جس کا تعلق حضرت اقدس مسیح موعود کی وفات کے بعد سیدنا محمود کی پبلک تقریر سے ہے۔

حضرت مولوی صاحب فرماتے ہیں:۔

ایک اور واقعہ جس کا میں اس مضمون میں ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ حضور کی پہلی تقریر ہے جو حضور نے حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد پہلے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر کی۔ یہ جلسہ مدرسہ احمدیہ کے صحن میں منعقد ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح حضور کے دائیں طرف سٹیج پر رونق افروز تھے۔ سٹیج کا رخ جانب شمال تھا۔ اس تقریر کے متعلق دو باتیں خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

اول عجیب بات یہ تھی کہ اس وقت آپ کی آواز اور آپ کی ادا اور آپ کا لہجہ اور طرز تقریر حضرت مسیح موعود کی آواز اور طرز تقریر سے ایسے شدید طور پر مشابہ تھے کہ اس وقت سننے والوں کے دل میں حضرت مسیح موعود کی جو ابھی تھوڑا عرصہ ہی ہوا تھا ہم سے جدا ہوئے تھے یاد تازہ ہو گئی اور سامعین میں سے بہت ایسے تھے جن کی آنکھوں سے حضرت مسیح موعود کی اس آواز کی وجہ سے جوان کے پسر موعود کے ہونٹوں سے اس وقت اس طرح

پہنچ رہی تھی جس طرح گراموفون سے ایک نظروں سے غائب انسان کی آواز پہنچتی ہے۔ آنسو جاری ہوگئے اوران آنسو بہانے والوں میں ایک خاکسار بھی تھا۔

اگر یہ کہنا درست ہے کہ انسان کی روح دوسرے پر اترتی ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت حضرت مسیح موعود کی روح آپ پر اتر رہی تھی اوراس بات کا اعلان کر رہی تھی کہ یہ ہے میرا پیارا بیٹا جو مجھے بطور رحمت کے نشان کے دیا گیا تھا اور جس کی نسبت یہ کہا گیا تھا کہ وہ حسن واحسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ (الفضل 5 نومبر 1938ء ص6)

وہ مبارک رویا جو حضرت مصلح موعود نے جنوری 1944ء کی ایک رات لاہور میں مکرم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کی کوٹھی واقع ٹمپل روڈ میں دیکھی تھی اس میں آپ کی زبان پر جو کلمات من جانب اللہ جاری ہوئے وہ یہ تھے۔

انا المسیح الموعود مثیلہ و خلیفتہ

یعنی میں بھی مسیح موعود ہوں یعنی اس کا مثیل اوراس کا خلیفہ ہوں اس رویا کی تعبیر بھی رویا کے اندر ہی حضور کو بتادی گئی۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''میں کہتا ہوں کہ میری زبان پر کیا جاری ہوا اوراس کا کیا مطلب ہے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اس وقت معاً میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ اس کے آگے جوالفاظ ہیں کہ مثیلہ اس کا نظیر ہوں و خلیفتہ اوراس کا خلیفہ ہوں۔ یہ الفاظ اس سوال کو حل کر دیتے ہیں اور پھر حضرت مسیح موعود کے الہام کو وہ حسن واحسان میں تیرا نظیر ہوگا اس کے مطابق اوراسے پورا کرنے کے لئے یہ فقرہ میری زبان پر جاری ہوا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس کا مثیل ہونے اوراس کا خلیفہ ہونے کے لحاظ سے ایک رنگ میں میں بھی مسیح موعود ہی ہوں کیونکہ جو کسی کا نظیر ہوگا اوراس کے اخلاق کو اپنے اندر لے گا وہ ایک رنگ میں اس کا نام پانے کا مستحق بھی ہوگا۔

(تاریخ احمدیت جلد9 ص498)

اسی طرح ایک اور موقعہ پر آپ نے فرمایا:

رویا میں میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے کہ:

انا المسیح الموعود مثیلہ و خلیفتہ

میں بھی مسیح موعود ہوں یعنی مسیح موعود کا مثیل اوراس کا خلیفہ اور میں نے بتایا ہے کہ خواب میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ میں حضرت مسیح موعود کی اس پیشگوئی کا مصداق ہوں جو آپ نے ایک موعود کے متعلق فرمائی تھی اور جس کے متعلق بتایا تھا کہ وہ حسن واحسان میں میرا نظیر ہوگا اور یہ وہی پیشگوئی ہے جو مصلح موعود کے متعلق ہے۔ (الموعود ص196)

زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا

مصلح موعود کی ایک علامت یہ تھی وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ نے بڑی شان سے پوری فرمائی۔ جب آپ مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو بڑی تیزی سے دین حق کی اشاعت ہوئی اور 1944ء تک 34 ممالک تک تحریک احمدیت پھیل گئی اور مصلح موعود کی زندگی کے آخری ایام 1965ء تک 45 سے زائد ممالک میں احمدیت کا نور پھیل گیا یہ ایک غیر معمولی کام تھا جو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے پورا ہوا اور پیشگوئی کے اس حصہ کو پورا کرنے کا موجب بنا۔

اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا

مصلح موعود کی ایک علامت یہ بیان کی گئی تھی کہ وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کو بھی میرے ذریعہ سے پورا کیا اول تو اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ ان قوموں کو ہدایت دی جن کی طرف ...... کوئی توجہ ہی نہیں تھی اور وہ نہایت پست حالت میں تھیں وہ اسیروں کی سی زندگی بسر کرتی تھیں۔ (الموعود ص155)

ان اقوام میں خاص طور پر افریقہ کی اقوام شامل ہیں جنہیں روحانی طور پر آزادی دلانے کا آپ موجب بنے اس کے علاوہ ظاہری طور پر بھی آپ متعدد اقوام کی رستگاری کا موجب بنے اور انہیں آزادی دلائی یا انہیں آزادی دلانے کی مؤثر تحریک کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ پاکستان کی آزادی ہو یا فلسطین کی آزادی کا معاملہ ہو۔ کشمیری مظلوم لوگوں کا مسئلہ ہو یا عرب ریاستوں کی آزادی کا قصہ ہو ہر جگہ اور ہر معاملہ میں آپ نے مخلصانہ اور بار بار کوششیں فرمائیں۔ آپ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''غرض کشمیر کے لوگوں کو جو کچھ ملا وہ میری جدوجہد کے نتیجہ میں ملا''

حضرت مصلح موعود کی قیادت میں پاکستان اور کشمیر کی آزادی کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی قربانیوں اور کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے حلیم احمد دین صاحب صدر جماعت المشائخ سیالکوٹ لکھتے ہیں:۔

''اس وقت تمام جماعتوں میں سے احمدیوں کی قادیان جماعت نمبر اول پر جارہی ہے۔ وہ قدیم سے منظّم ہے اور نماز روزہ وغیرہ امور کی پابند ہے۔ ...... قیام پاکستان کے لئے مسلم لیگ کو کامیاب بنانے کے لئے اس کا ہاتھ بہت کام کرتا تھا۔ جہاد کشمیر میں مجاہدین آزاد کشمیر کے دوش بدوش جس قدر احمدی جماعت نے خلوص اور درددل سے حصہ لیا ہے اور قربانیاں کی ہیں ہمارے خیال میں ...... کسی دوسری جماعت نے ...... ابھی تک ایسی جرأت اور پیش قدمی نہیں کی''۔

(رسالہ قائداعظم بابت ماہ جنوری 1949ء)

پیشگوئی کے اس حصہ کے پورا ہونے کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ حضرت مصلح موعود کے دور میں اکثر ممالک جو محکوم اور دیگر اقوام کے زیر تسلط ایک لمبے عرصہ سے چلے آرہے تھے انہیں آزادی کی نعمت ملی اور اس طرح یہ ممالک غلامی کی زندگی سے آزاد ہوئے۔ دنیا کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے یہ پہلو بھی بڑی شان سے پورا ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔

حضرت مصلح موعود کے عہد مبارک (1914ء تا 1965ء) میں اللہ تعالیٰ کی خاص تقدیر کارفرما نظر آتی ہے۔ چنانچہ براعظم افریقہ جس کے اکثر ممالک غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اس عرصہ میں 31 ممالک ایسے ہیں جنہوں نے آزادی کی نعمت حاصل کی۔ براعظم ایشیا کے بھی اکثر ممالک غیر ملکی تسلط میں تھے۔ ان میں سے 14 ممالک آپ کے دور خلافت میں آزاد ہوئے۔

وہ علوم ظاہری سے پُر کیا جائے گا

علوم ظاہری سے کیا مراد ہے؟ حضرت مصلح موعود نے اس کے متعلق فرمایا:

پیشگوئی کے ان الفاظ کا کہ وہ علوم ظاہری سے پُر کیا جائے گا یہ مفہوم ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے علوم دینیہ اور قرآنیہ سکھلائے جائیں گے اور خدا اس کا معلم ہوگا۔ (الموعود ص76)

علوم ظاہری سے مراد علوم قرآنیہ ہیں اور یہ علوم خدا تعالیٰ نے مصلح موعود کو سکھائے یہ علامت بھی حضرت مصلح موعود میں بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ خود خدائے علیم و خبیر نے آپ کو علوم قرآنیہ و معارف لدنیہ سے مالا مال فرمایا۔ چنانچہ آپ اپنے زمانہ طالب علمی میں ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان علوم سے کشفی طور پر سکھائے جانے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''ایک وجود میرے سامنے آگیا اور کہنے لگا میں خدا کا فرشتہ ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ میں تمہیں سورۃ فاتحہ کی تفسیر سکھاؤں۔ میں نے کہا۔ سکھاؤ وہ سکھاتا گیا سکھاتا گیا اور سکھاتا گیا۔ یہاں تک کہ جب وہ ایاک نعبد تک پہنچا تو کہنے لگا آج تک جس قدر مفسرین گزرے ہیں ان سب نے یہیں تک تفسیر کی لیکن میں تمہیں آگے بھی سکھانا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا سکھاؤ۔ چنانچہ وہ سکھاتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ ساری سورۃ فاتحہ کی تفسیر اس نے مجھے سکھا دی''۔ (الموعود ص85,84)

اس کشف کا نتیجہ کیا ہوا؟ حضرت مصلح موعود اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''یہ رویا اصل میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کررہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بیج کے طور پر میرے دل اور دماغ میں قرآنی علوم کا ایک خزانہ رکھ دیا ہے۔ چنانچہ وہ دن گیا اور آج کا دن آیا کبھی ایک موقع پر بھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے سورۃ فاتحہ پر غور کیا ہو یا اس کے متعلق کوئی مضمون بیان کیا ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نئے سے نئے معارف اور نئے سے نئے علوم مجھے عطا نہ فرمائے گئے ہوں''۔

(الموعود ص85)

سورۃ فاتحہ کے معارف کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے تفسیر کبیر جلد اول بیان فرمودہ حضرت مصلح موعود مطالعہ کے لائق ہے اس سے ایک قاری کو تائیدات الٰہیہ کا یقین ہو جائے گا اور اسی پیشگوئی کے اس پہلو کو وہ اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا ہوا مشاہدہ کرے گا۔ سورۃ فاتحہ ام القرآن ہے پورے قرآن کا خلاصہ ہے۔ درحقیقت اس کی تفسیر سکھائے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پورے قرآن کے علوم و معارف پر آگہی عطا فرمادی۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

''خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے قرآن کریم کے تمام مشکل مضامین مجھ پر حل کر دیئے ہیں۔ ...... اب قرآن کریم میں کوئی بات ایسی موجود نہیں جس کے مضمون کو میں ایسے واضح طور پر نہ بیان کرسکوں کہ دشمن کے لئے بھی اس پر اعتراض کرنا ناممکن ہو''۔ (الموعود ص85)

یہ محض دعویٰ ہی نہ تھا بلکہ واقعات و حقائق کی دنیا نے اس دعویٰ کو سچا ثابت کر دکھایا۔ حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد 1908ء میں صرف انیس سال کی عمر میں آپ نے جو تقریر فرمائی اس کے متعلق ایڈیٹر الحکم حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب نے لکھا۔

''بلا مبالغہ صاحبزادہ صاحب کی تقریر میں قرآن مجید کے حقائق و معارف کا سادہ اور مسلسل الفاظ میں ایک خزانہ تھا''۔

(الحکم جوبلی نمبر دسمبر 1939ء ص67 کالم4)

خدا تعالیٰ نے علوم قرآنیہ نشان کے طور پر آپ کو عطا فرمائے تھے اور آپ نے انہیں نشان کے طور پر لوگوں کے سامنے بڑی تحدی کے ساتھ چیلنج کے طور پر پیش فرمایا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:

''ان ...... کو میں اپنے مقابلے میں بلاتا ہوں۔ اگر وہ آئے تو دیکھیں گے کہ حضرت مرزا صاحب کے ایک ادنیٰ غلام کے مقابلہ میں ان کا کیا حشر ہوتا ہے۔ ان کی قلمیں ٹوٹ جائیں گی۔ ان کے دماغوں پر پردے پڑ جائیں گے اور وہ کچھ

نہیں لکھ سکیں گے۔ اگر انہیں ہمت اور جرأت ہے تو مقابلہ پر آئیں"۔

(الفضل 16 جولائی 1925ء ص 4 کالم 2)

پھر آپ نے 1944ء میں اس چیلنج کو وسیع اور عام کرتے ہوئے فرمایا:

"وہ علم جو خدا نے مجھے عطا فرمایا اور وہ چشمہ روحانی جو میرے سینہ میں پھوٹا وہ خیالی یا قیاسی نہیں ہے بلکہ ایسا قطعی اور یقینی ہے کہ میں ساری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اس دنیا کے پردہ پر کوئی شخص ایسا ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے قرآن سکھایا گیا ہے تو میں ہر وقت اس سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن میں جانتا ہوں آج دنیا کے پردہ پر سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں جسے خدا کی طرف سے علم قرآن کریم کا عطا فرمایا گیا ہو خدا نے مجھے علم قرآن بخشا ہے اور اس زمانہ میں اس نے قرآن سکھانے کے لئے مجھے دنیا کا استاد مقرر کیا ہے"۔ (الموعود ص 211,210)

ایک اور موقعہ پر فرمایا:

"میں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ بیشک ہزار عالم بیٹھ جائیں اور قرآن مجید کے کسی حصہ کی تفسیر میں میرا مقابلہ کریں مگر دنیا تسلیم کرے گی کہ میری تفسیر ہی حقائق و معارف اور روحانیت کے لحاظ سے بے نظیر ہے۔ (رسالہ الفرقان اپریل 1944ء)

اغیار و مخالفین کا اعتراف حقیقت

حضرت مصلح موعود کو جو خدا تعالیٰ نے علوم و معارف عطا فرمائے تھے اس کا اقرار اغیار و مخالفین کو بھی کرنا پڑا۔ چنانچہ مولانا ظفر علی خان صاحب ایڈیٹر زمیندار نے لکھا کہ:

"اے ..... کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے مرزا محمود کے پاس قرآن ہے اور قرآن کا علم ہے تمہارے پاس کیا دھرا ہے؟ تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا"۔

(ایک خوفناک سازش از مولانا ظفر علی ص 196)

مولانا عبدالماجد دریا آبادی کے مؤقر رسالہ صدق جدید لکھنؤ مجریہ 19 نومبر 1965ء میں مندرجہ ذیل نوٹ شائع ہوا۔

"دوسرے عقیدے ان کے جیسے بھی ہوں قرآنی علوم، قرآن کی عالمگیر اشاعت اور دین کی آفاق گیر تبلیغ میں جو کوششیں انہوں نے سرگرمی اور اولوالعزمی سے اپنی طویل عمر میں جاری رکھیں ان کا صلہ اللہ انہیں عطا فرمائے اور ان کی خدمت کے طفیل ان کے ساتھ عام معاملہ درگزر کا فرمائے۔ علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح تبیین و ترجمانی وہ کر گئے ہیں اس کا بھی بلند و ممتاز مرتبہ ہے"۔ (صدق جدید لکھنؤ نومبر 1965ء)

مکرم محمود انیس صاحب

حضرت مصلح موعود مسیح موعود سے محبت کا خاص تعلق

آپ کی ذات، مشن، مرکز، کتب اور محبین کے احترام کے نظارے

حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب المصلح الموعود حضرت مسیح موعود کے خلیفہ تھے اور آپ کی تعلیمات اور عقائد کے داعی تھے۔ آپ کو حضرت اقدس سے بے پناہ محبت اور عقیدت تھی اور آپ کے دعاوی پر کامل ایمان اور پختہ یقین تھا۔ آپ کو حضرت اماں جان سے بھی محبت تھی۔ حضرت اقدس کے متبعین اور خدمت گزاروں سے محبت تھی۔ حضور کی مقدس بستی قادیان سے محبت تھی۔ آپ کے تبرکات سے محبت تھی۔ آپ کی کتب سے محبت تھی۔ اپنی آراء کو اپنے محبوب امام کے ارشادات کے تابع رکھتے۔ بچپن ہی سے حضور کا بحیثیت نبی احترام کرتے۔ آپ کی ہدایات پر عمل کرتے۔ آپ نے ہمیشہ حضرت مسیح موعود کی جماعت کو متحد رکھنے اور آپ کے مشن کی اشاعت اور اسے ترقی اور وسعت دینے کے لئے انتھک کوششیں اور دعائیں کیں۔ زیر نظر مضمون میں آپ کی سیرت کے اس پہلو کے چند واقعات پیش خدمت ہیں۔

بچپن سے حضرت اقدس کا احترام

حضرت مصلح موعود اپنے بچپن کا ایک واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں:۔

ایک دفعہ حضرت صاحب کچھ بیمار تھے۔ اس لئے جمعہ کے لئے (بیت الذکر) میں نہ جا سکے۔ میں اس وقت بالغ نہیں تھا کہ بلوغت والے احکام مجھ پر جاری ہوں۔ تاہم میں جمعہ پڑھنے کے لئے (بیت الذکر) کو آ رہا تھا کہ ایک شخص مجھے ملا۔ اس وقت کی عمر کے لحاظ سے تو شکل اس وقت تک یاد نہیں رہ سکتی مگر اس واقعہ کا اثر مجھ پر ایسا ہوا کہ اب تک مجھے اس شخص کی صورت یاد ہے۔ محمد بخش ان کا نام ہے۔ میں نے ان سے پوچھا آپ واپس آ رہے ہیں، کیا نماز ہو گئی ہے؟ انہوں نے کہا "آدمی بہت ہیں، (بیت) میں جگہ نہیں تھی میں واپس آ گیا"۔ میں بھی یہ جواب سن کر واپس آ گیا اور گھر میں آ کر نماز پڑھ لی۔ حضرت صاحب نے یہ دیکھ کر مجھ سے پوچھا "(بیت) میں نماز پڑھنے کیوں نہیں گئے؟" خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ میں بچپن سے ہی حضرت صاحب کا ادب ان کے نبی ہونے کی حیثیت سے کرتا تھا۔ میں نے دیکھا آپ کے پوچھنے میں ایک سختی تھی اور آپ کے پوچھنے سے غصہ ظاہر ہوتا تھا۔ آپ کے اس رنگ میں پوچھنے کا مجھ پر بہت ہی اثر ہوا۔ جواب میں مَیں نے کہا کہ میں گیا تو تھا لیکن جگہ نہ ہونے کی وجہ سے واپس آ گیا۔ آپ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ لیکن اب جس وقت جمعہ پڑھ کر مولوی عبدالکریم صاحب آپ کی طبیعت کا حال پوچھنے کے لئے آئے تو سب سے پہلی بات جو حضرت مسیح موعود نے آپ سے دریافت کی، وہ یہی تھی کہ آج لوگ (بیت) میں زیادہ تھے؟ اس وقت میرے دل میں سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی کیونکہ میں خود تو گیا ہی نہیں تھا۔ معلوم نہیں بتانے والے کو غلطی لگی یا مجھے اس کی بات سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں ان کی بات سے یہ سمجھا تھا کہ (بیت) میں جگہ نہیں ہے۔ مجھے فکر یہ ہوئی کہ اگر مجھے غلط فہمی ہوئی ہے یا بتانے والے کو ہوئی ہے، دونوں صورتوں میں الزام مجھ پر آئے گا کہ میں نے جھوٹ بولا۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے جواب دیا: ہاں حضور آج واقعہ میں بہت لوگ تھے۔

(سوانح فضل عمر جلد اول صفحہ 79)

ایک قابل ناز واقعہ

آپ کا اپنا بیان فرمودہ بچپن کا یہ واقعہ بھی بہت پیارا اور ایمان افروز ہے۔ آپ بیان فرماتے ہیں:

کئی دفعہ اس واقعہ کو یاد کر کے میں ہنسا بھی ہوں اور بسا اوقات میری آنکھوں میں آنسو بھی آ گئے ہیں۔ مگر میں اسے بڑی قدر کی نگاہ سے بھی دیکھا کرتا ہوں اور مجھے اپنی زندگی کے جن واقعات پر ناز ہے ان میں وہ ایک حماقت کا واقعہ بھی ہے۔

وہ واقعہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں ایک رات ہم سب صحن میں سو رہے تھے۔ گرمی کا موسم تھا کہ آسمان پر بادل آیا اور زور سے گرجنے لگا۔ اسی دوران میں قادیان کے قریب ہی کہیں بجلی گر گئی۔ مگر اس کی کڑک اس زور کی تھی کہ قادیان کے ہر گھر کے لوگوں نے یہ سمجھا کہ یہ بجلی شاید ان کے گھر میں ہی گری ہے۔ اس کڑک اور کچھ بادلوں کی وجہ سے تمام لوگ کمروں میں چلے گئے۔ جس وقت بجلی کی یہ کڑک ہوئی اس وقت ہم بھی جو صحن میں سو رہے تھے اٹھ کر اندر چلے گئے۔ مجھے آج تک وہ نظارہ یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود جب اندر کی طرف جانے لگے تو میں نے اپنے دونوں ہاتھ حضرت مسیح موعود کے سر پر رکھ دیئے کہ اگر بجلی گرے تو مجھ پر گرے، ان پر نہ گرے۔ بعد میں جب میرے ہوش ٹھکانے آئے تو مجھے اپنی اس حرکت پر ہنسی آئی کہ ان کی وجہ سے تو ہم نے بجلی سے بچنا تھا نہ یہ کہ ہماری وجہ سے وہ بجلی سے محفوظ رہتے۔

میں سمجھتا ہوں کہ میری وہ حرکت مجنون کی حرکت سے کم نہیں تھی۔ مگر مجھے ہمیشہ خوشی ہوا کرتی ہے کہ اس واقعہ نے مجھ پر بھی اس محبت کو ظاہر کر دیا جو مجھے حضرت مسیح موعود سے تھی۔ بسا اوقات انسان خود بھی نہیں جانتا کہ مجھے دوسرے سے کتنی محبت ہے۔ جب اس قسم کا کوئی واقعہ ہو تو اسے بھی اپنی محبت کی وسعت اور اس کی گہرائی کا اندازہ ہو جاتا ہے تو جس وقت محبت کا انتہائی جوش اٹھتا ہے عقل اس وقت کام نہیں کرتی۔ محبت پرے پھینک دیتی ہے عقل کو اور محبت پرے پھینک دیتی ہے فکر کو اور وہ آپ سامنے آ جاتی ہے۔

(سوانح فضل عمر جلد اول صفحہ 149 تا 150)

ایک تاریخی عہد

آپ اولوالعزم تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعود کی وفات پر آپ نے ایک عظیم الشان عہد کیا جس کی تفصیل آپ کے اپنے الفاظ میں یوں ہے:

جب حضرت مسیح موعود فوت ہوئے تو چونکہ آپ کی وفات ایسے وقت میں ہوئی جبکہ ابھی بعض پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئی تھیں اور چونکہ میں نے عین آپ کی وفات کے وقت ایک دو آدمیوں کے منہ سے یہ فقرہ سنا کہ اب کیا ہوگا۔ عبدالحکیم کی پیشگوئی کے متعلق لوگ اعتراض کریں گے۔ محمدی بیگم والی پیشگوئی کے متعلق لوگ اعتراض کریں گے، وغیرہ وغیرہ۔ تو ان باتوں کو سنتے ہی جو پہلا کام میں نے کیا وہ یہ تھا کہ میں خاموشی سے حضرت مسیح موعود کی لاش مبارک کے پاس گیا اور سرہانے کی طرف کھڑے ہو کر میں نے خدا تعالیٰ سے مخاطب ہو کر کہا اے خدا میں تیرے مسیح کے سرہانے کھڑے ہو کر تیرے حضور یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت بھی پھر گئی تو میں اُس دین اور اس سلسلہ کی اشاعت کے لئے کھڑا رہوں گا جس کو تو نے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ قائم کیا ہے۔ میری عمر اس وقت انیس سال کی تھی اور انیس سال کی عمر میں بعض اور لوگوں نے بھی بڑے بڑے کام کئے ہیں۔ مگر وہ جنہوں نے اس عمر میں شاندار کام کئے ہیں وہ نہایت ہی شاذ ہوئے ہیں۔ کروڑوں میں سے کوئی ایک ایسا ہوا ہے جس نے اپنی اس عمر میں کوئی شاندار کام کیا ہو۔ بلکہ ان میں سے کوئی ایک ایسا ہوا ہے اور مجھے فخر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس موقعہ پر مجھے یہ فقرہ کہنے کا موقعہ دیا۔

(الفضل 10 جولائی 1938ء)

حضرت مصلح موعود اپنے ایک شعر میں بھی فرماتے ہیں:

ساری دنیا چھوڑ دے پر میں نہ چھوڑوں گا تجھے
درد کہتا ہے کہ میں تیرے وفاداروں میں ہوں

تعمیل ارشاد

آپ حضرت اقدس مسیح موعود کی ہدایات کو یاد رکھتے اور ان پر عمل کرتے۔ حضرت مولانا شیر علی صاحب فرماتے ہیں:

آپ کو بچپن میں حضرت مسیح موعود نے یہ ہدایت فرمائی تھی کہ کسی کے ہاتھ سے کوئی کھانے پینے کی چیز نہ لینا۔ ہم غالباً تین سال اس مکان میں رہے اور اس تمام عرصہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بندہ کے پاس پڑھنے کے لئے تشریف لاتے اور جب کبھی آپ کو پیاس لگتی تو آپ اٹھ کر اپنے گھر تشریف لے جاتے اور اپنے گھر سے پانی پی کر پھر واپس تشریف لاتے۔ خواہ کیسا ہی مصفا پانی کیسے ہی صاف اور ستھرے برتن میں آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا آپ اسے نہ پیتے۔ صرف اس لئے کہ حضرت اقدس مسیح موعود کی طرف سے آپ کو ہدایت تھی کہ کسی کے ہاتھ سے کوئی کھانے پینے کی چیز نہ لینا۔

(الفضل 5 نومبر 1938ء)

ناصح کے شکر گزار

اگر بچپن میں کسی نے حضرت مسیح موعود کے ادب کی کوئی بات سکھائی تو خوش دلی سے اسے قبول فرمایا اور ایسی نصیحت کرنے والے کے ہمیشہ شکر گزار رہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''مجھے ایک دوست کا احسان اپنی ساری زندگی میں نہیں بھول سکتا اور میں جب کبھی اس دوست کی اولاد پر کوئی مشکل پڑی دیکھتا ہوں تو میرے دل میں ٹیس اٹھتی ہے اور ان کی بہبود کے لئے دعائیں کیا کرتا ہوں۔ 1903ء کی بات ہے جبکہ حضرت مسیح موعود مولوی کرم دین والے مقدمہ کی پیروی کے لئے گورداسپور میں مقیم تھے وہ دوست جن کا میں ذکر کر رہا ہوں، مراد آباد یو۔ پی کے رہنے والے تھے اور فوج میں رسالدار میجر تھے۔ محمد ایوب ان کا نام تھا۔ وہ حضرت مسیح موعود سے ملنے کے لئے گورداسپور آئے تھے۔ انہوں نے دو باتیں ایسی کیں جو میرے لئے ہدایت کا موجب ہوئیں۔ دلّی میں رواج تھا کہ بچے باپ کو ''تم'' کہہ کر خطاب کرتے، اسی طرح بیوی خاوند کو تم کہتی۔ لکھنؤ وغیرہ میں ''آپ'' کے لفظ سے مخاطب کرتے ہیں۔ گھر میں ہمیشہ تُم تُم کا لفظ سنتے رہنے سے میری عادت بھی تم کہنے کی ہو گئی تھی۔ یوں تو میری عادت تھی کہ میں حتی الوسع حضرت مسیح موعود کو مخاطب کرنے سے کتراتا تھا۔ لیکن اگر ضرورت پڑ جاتی اور مجبوراً مخاطب کرنا پڑتا تو تم کہہ کر مخاطب کرتا تھا۔ چنانچہ مجھے اس دوست کی موجودگی میں آپ سے کوئی بات کرنی پڑی اور میں نے تم کا لفظ استعمال کیا۔ یہ لفظ سُن کر اس دوست نے مجھے بازو سے پکڑ لیا اور مجلس سے ایک طرف لے گئے اور کہا ''میرے دل میں آپ کا بڑا ادب ہے لیکن یہ ادب ہی چاہتا ہے آپ کو آپ کی غلطی سے آگاہ کروں۔ اور وہ یہ کہ آپ کو حضرت مسیح موعود کو مخاطب کرتے وقت کبھی بھی تم کا لفظ استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ آپ کے لفظ سے مخاطب کریں۔ ورنہ آپ نے پھر یہ لفظ بولا تو جان لے لُوں گا۔'' مجھے تو تم کا لفظ استعمال کرتے رہنے کی وجہ سے تم اور آپ میں کوئی فرق محسوس نہ ہوتا تھا بلکہ میں آپ کی نسبت تم کے لفظ کو زیادہ پسند کرتا تھا۔ اور حالت یہ تھی کہ آپ کا لفظ بولتے ہوئے مجھے بوجہ عادت نہ ہونے کے شرم سے پسینہ آجاتا تھا کیونکہ میں سمجھتا تھا کہ آپ کہنا جُرم ہے۔ مگر اس دوست کے سمجھانے کے بعد میں آپ کا لفظ استعمال کرنے لگا اور ان کی اس نصیحت کا اثر اب تک میرے دل میں موجود ہے۔''

(سوانح فضل عمر جلد اول صفحہ 91-90)

حضرت اماں جان کی عزت و تکریم

آپ حضرت مسیح موعود کی حرم حضرت اماں جان سے بھی بہت محبت اور ادب سے پیش آتے اور آپ کی عزت و تکریم کا بہت خیال رکھتے۔ ''کبھی فراغت ہوئی تو حضرت اماں جان کے پاس بیٹھ جاتے۔ آپ کو کوئی واقعہ یا کہانی سناتے، سفروں میں اکثر اپنے ساتھ رکھتے، جس موٹر میں خود بیٹھتے اس میں حضرت اماں جان کو اپنے ساتھ بٹھاتے۔ کہیں باہر سے آنا تو سب سے پہلے حضرت اماں جان سے ملتے اور آپ کی خدمت میں تحفہ پیش کرتے''۔

(سوانح فضل عمر جلد پنجم صفحہ 366)

مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب بیان فرماتے ہیں:

جب حضرت اماں جان کی وفات ہوئی تو حضور کی خواہش تھی کہ انہیں اپنے خاوند حضرت مسیح موعود کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ میں ان دنوں لاہور میں متعین تھا۔ حضور کا ارشاد موصول ہوا کہ اس سلسلہ میں انڈین ہائی کمشنر سے رابطہ کیا جائے۔ میری درخواست پر انڈین ہائی کمشنر نے دہلی سے رابطہ کیا اور بتایا کہ ہندوستان کی گورنمنٹ نے خاص کیس کے طور پر اس کی اجازت دے دی ہے لیکن یہ شرط لگائی کہ اس غرض کے لئے 20 سے زائد عزیزوں یا دیگر احباب کو ویزے نہیں دیئے جا سکتے۔ حضرت مصلح موعود نے یہ پیشکش اس وجہ سے مسترد کر دی کہ حضرت اماں جان کی حیثیت کے پیش نظر کم از کم دس ہزار احمدی میت کے ساتھ جانے ضروری ہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 16 فروری 1996ء)

دیار محبوب سے محبت

آپ کو حضرت مسیح موعود کی مقدس بستی قادیان سے بھی خاص پیار تھا۔ دار المسیح کے وہ در و دیوار یاد تھے جہاں آپ نے پرورش پائی۔ چنانچہ آپ کے سفر یورپ کے دوران جب جہاز عدن کے قریب پہنچا تو آپ نے آدھی رات کے وقت اپنے قلم مبارک سے جماعت کے نام ایک مفصل خط میں تحریر فرمایا:

''۔۔۔۔ مجھے چھوڑ دو کہ میں خیالات و افکار کے پر لگا کر کاغذ کی ناؤ پر سوار ہو کر اس مقدس سرزمین میں پہنچوں جس سے میرا جسم بنا ہے اور جس میں میرا ہادی اور راہنما مدفون ہے اور جہاں میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت، دوستوں کی جماعت رہتی ہے۔ ہاں پیشتر اس کے کہ ہندوستان کی ڈاک کا وقت نکل جائے مجھے اپنے دوستوں کے نام ایک خط لکھنے دو تا میری آدھی ملاقات سے وہ مسرور ہوں اور میرے خیالات تھوڑی دیر کے لئے خالص اس زمین کی طرف پرواز کر کے مجھے دیار محبوب سے قریب کر دیں۔'' (تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ 438)

یہ تھا آپ کے دل کا عکس کہ جس کا تمام سکون و قرار حضرت مسیح پاک کی بستی ہی میں تھا۔ وہ ماحول، وہ گلی کوچے آپ کو بہت پسند اور پیارے تھے لیکن اس حسّاس دل کو وہ صدمہ بھی برداشت کرنا پڑا جب کلیۃً اس بستی کو خیر باد کہنا پڑا۔ یہ وقت تقسیم ہند کا تھا۔ چنانچہ جب پاکستان ہجرت کرنا پڑی تو آپ کا دل قادیان کی مقدس بستی کی یاد میں بہت اُداس ہوا۔ آپ کی اس قلبی کیفیت کا اندازہ آپ کی ایک نظم کے مندرجہ ذیل اشعار سے کیا جاسکتا ہے:

یا تو ہم پھرتے تھے ان میں یا ہوا یہ انقلاب
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے کوچہ ہائے قادیاں
خیال رہتا ہے ہمیشہ اس مقامِ پاک کا
سوتے سوتے بھی یہ کہہ اٹھتا ہوں ہائے قادیان

کلام الامام

آپ کو حضرت مسیح موعود کی کتب سے بھی بہت محبت تھی۔ خود بھی مطالعہ فرماتے اور جماعت کو بھی اس کی برکات سے آگاہ فرماتے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

''جو کتابیں ایک ایسے شخص نے لکھی ہوں جس پر فرشتے نازل ہوتے تھے ان کے پڑھنے سے بھی ملائکہ نازل ہوتے ہیں۔ حضرت صاحب کی کتابیں بھی خاص فیضان رکھتی ہیں۔ ان کا پڑھنا بھی ملائکہ سے فیضان حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور ان کے ذریعہ نئے نئے علوم کھلتے ہیں''۔

(ملائکۃ اللہ۔ انوار العلوم جلد 5 صفحہ 560)

آپ نے بیشمار خطبات اور خطابات ارشاد فرمائے۔ کتب اور تفاسیر بھی لکھیں اور آپ کے متعلق خدائی وعدہ بھی تھا کہ ''وہ علومِ ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا''۔ لیکن آپ اپنے تمام علوم کو حضور کے علم کلام کے تابع رکھتے۔ جہاں کہیں آپ اپنی کسی بات کو حضرت اقدس مسیح موعود کے ارشادات سے مختلف پاتے اپنے موقف کو فوراً تبدیل کر لیتے۔ چنانچہ آپ بیان فرماتے ہیں:

1922ء یا 1928ء کے درس القرآن کے موقع پر میں نے عرش کے متعلق ایک نوٹ دوستوں کو لکھوایا جو اچھا خاصہ لمبا تھا مگر جب میں وہ تمام نوٹ لکھوا چکا تو شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی یا حافظ روشن علی صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود کا ایک حوالہ نکال کر میرے سامنے پیش کیا اور کہا کہ آپ نے تو یوں لکھوایا تھا مگر حضرت مسیح موعود نے یوں فرمایا ہے۔ میں نے اس حوالہ کو دیکھ کر اسی وقت دوستوں سے کہہ دیا کہ میں نے عرش کے متعلق آپ لوگوں کو جو کچھ لکھوایا ہے وہ غلط ہے اور اسے اپنی کاپیوں میں سے کاٹ ڈالیں اگر حضرت مسیح موعود کے فرمان کے مقابلہ میں ہم اپنی رائے پر اڑے رہیں اور کہیں کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں وہی صحیح ہے اور اپنے نفس کی عزت کا خیال رکھیں تو اس طرح تو دین اور ایمان کا کچھ بھی باقی نہیں رہ سکتا۔ (الفضل 3 ستمبر 1938ء)

تبرکات سے محبت

آپ کو حضرت مسیح موعود کے تبرکات سے بھی محبت تھی۔ اس سلسلہ میں آپ کا اپنا بیان فرمودہ ایک واقعہ مختصراً یوں ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کے لئے کوئی شخص چھینٹ کی قسم کا ایک جُبّہ لایا جو حضور سے آپ نے لے لیا۔ اس کے بعد جب آپ نے گیارہ سال کی عمر میں قدم رکھا تو دل میں خیال پیدا ہوا کہ خدا تعالیٰ کے وجود کا کیا ثبوت ہے؟ آپ دیر تک اس مسئلہ پر سوچتے رہے یہاں تک کہ آپ کے دل نے فیصلہ کیا کہ ہاں ایک خدا ہے۔ آپ اس سے غیر معمولی طور پر خوش ہوئے۔ اور اسی وقت بھی اور بعد میں بھی ایک عرصہ تک خدا تعالیٰ سے یہ دعا کرتے رہے کہ خدایا! مجھے تیری ذات کے متعلق کبھی شک پیدا نہ ہو۔ پھر بعد میں مزید تجربہ ہونے پر دعا میں یوں زیادتی کی کہ خدایا مجھے تیری ذات کے متعلق حق الیقین پیدا ہو۔

جب آپ کے خیالات کی وہ موجیں پیدا ہونی شروع ہوئیں تو فرماتے ہیں: ''ایک دن ضحیٰ کے وقت یا اشراق کے وقت میں نے وضو کیا اور وہ جبہ اس لئے نہیں کہ خوبصورت ہے بلکہ اس وجہ سے کہ حضرت مسیح موعود کا ہے اور متبرک ہے۔ یہ پہلا احساس میرے دل میں خدا تعالیٰ کے فرستادہ کے مقدس ہونے کا تھا، پہن لیا۔ تب میں نے اس کوٹھڑی کا جس میں میں رہتا تھا دروازہ بند کر لیا اور ایک کپڑا بچھا کر نماز پڑھنی شروع کی اور میں اس میں خوب رویا خوب رویا، خوب رویا اور اقرار کیا کہ اب نماز کبھی نہیں چھوڑوں گا''۔

(ملخص از سوانح فضل عمر جلد اول صفحہ 98-97)

مزار مبارک سے محبت

آپ حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد حضور کے مزار پر جا کر دعا کیا کرتے۔ مزار مبارک سے عارضی جدائی سے بھی آپ کا دل غمگین ہو جایا کرتا تھا۔ آپ کی اس غیر معمولی محبت کا اندازہ اس

مکتوب سے لگایا جا سکتا ہے جو 1924ء میں انگلستان جاتے ہوئے پورٹ سعید سے آپ نے جماعت کے نام تحریر فرمایا۔ اس میں آپ فرماتے ہیں:

"جس دن صبح کے وقت چلنا تھا اس دن رات کے ایک بجے میں اپنے بعد کے کام چلانے کے متعلق ہدایات لکھنے سے فارغ ہوا اور صبح عزیزم عبدالسلام ولد حضرت خلیفۃ المسیح الاول کو جو بیمار تھے دیکھ کر اس آخری خوشی کو پورا کرنے کے لئے چلا گیا جو اس سفر سے پہلے میں قادیان میں حاصل کرنا چاہتا تھا یعنی آقائی وسیدی و راحتی و سروری وحبیبی ومرادی حضرت مسیح موعود کے مزار مبارک پر دعا کرنے کے لئے۔ **ایک بے بس عاشق اپنے محبوب کے مزار پر عقیدت کے دو پھول چڑھانے اور اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان میں دعا کرنے کے سوا اور کیا کر سکتا ہے۔** سو اس فرض کو ادا کرنے کے لئے میں وہاں گیا۔ مگر آہ! وہ زیارت میرے لئے کیسی افسردہ کن تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مردے اس مٹی کی قبر میں نہیں ہوتے بلکہ ایک اور قبر میں رہتے ہیں۔ مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اس مٹی کی قبر سے بھی ان کو ایک تعلق ہوتا ہے اور پھر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ انسانی دل اس قرب سے بھی جو اپنے پیارے کی قبر سے ہو ایک گہری لذت محسوس کرتا ہے۔ پس یہ جدائی میرے لئے ایک تلخ پیالہ تھا اور ایسا تلخ کہ اس کی تلخی کو میرے سوا کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ میری زندگی کی بہت بڑی خواہشات میں سے اور ان خواہشات میں سے جن کا خیال کر کے بھی میرے دل میں سرور پیدا ہو جاتا تھا ایک یہ خواہش بھی کہ جب میں مر جاؤں تو میرے بھائی جن کی محبت میں مَیں نے عمر بسر کی ہے اور جن کی خدمت میرا واحد شغل رہا ہے حضرت مسیح موعود کے عین قدموں کے نیچے میرے جسم کو دفن کر دیں۔ تا کہ اس مبارک وجود کے قرب کی برکت سے میرا مولا مجھ پر بھی رحم فرمائے۔ ہاں شاید اس قرب کی وجہ سے وہ عقیدت کیش احمدی جو جذبۂ محبت سے لبریز دل کو لے کر اس مزار پر حاضر ہو میری قبر بھی اس کو زبان حال سے یہ کہے کہ ع

اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

اور وہ کلمۂ خیر میرے حق میں بھی کہہ دے جس سے میرے رب کا فضل جوش میں آ کر میری کوتاہیوں پر سے چشم پوشی کرے اور مجھے بھی اپنے دامن رحمت میں چھپا لے۔ آہ! اس کی تمنا میرے دل کو کھائے جاتی ہے اور اس کی شان احدیت میرے جسم کے ہر ذرہ پر لرزہ طاری کر دیتی ہے۔ پس میں سمجھتا تھا کہ شاید یہ جسمانی قرب روحانی قرب کا موجب بن جائے۔۔۔"

(ماہنامہ مصباح دسمبر 1965ء)

حضرت اقدس کے مبارک

زمانہ سے محبت

آپ حضرت مسیح موعود کے مبارک زمانہ کو یاد رکھتے اور اس کی برکات اور اہمیت سے لوگوں کو آگاہ فرماتے۔ سورۃ القدر کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ہمارا سلسلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی پر ترقی کر رہا ہے۔ کوئی دن ایسا نہیں گذرتا جس میں کوئی نہ کوئی شخص بیعت میں شامل نہ ہو۔ ترقی اور عروج اور طاقت میں ہمیشہ اضافہ ہوتا رہتا ہے مگر اس غلبہ کے باوجود کون کہہ سکتا ہے کہ یہ زمانہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ سے بہتر ہے۔ بے شک ہمیں کامیابیاں زیادہ حاصل ہو رہی ہیں، ترقیات زیادہ حاصل ہو رہی ہیں، غلبہ زیادہ حاصل ہو رہا ہے مگر حضرت مسیح موعود کے زمانہ کو یاد کر کے دل تڑپ اٹھتا ہے اور یہ ساری کامیابیاں بالکل حقیر لگتی ہیں۔

میرے قرآن پر ایک چھوٹا سا پرانا نوٹ ہے جو ان قلبی کیفیات کو خوب ظاہر کرتا ہے جو نبی کا زمانہ دیکھنے والوں کے اندر پائی جاتی ہیں۔ میں نے 'سَلَامٌ' پر نوٹ لکھا ہے:۔

"یعنی اُس رات میں سلامتی ہی سلامتی ہے۔ آہ مسیح موعود کا وقت! اُس وقت تھوڑے تھے مگر امن تھا۔"

بعد میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بڑی بڑی ترقیات دی ہیں مگر یہ ترقیات اس زمانہ کا کہاں مقابلہ کر سکتی ہیں جو حضرت مسیح موعود کا تھا۔ بیشک آج دنیوی لحاظ سے جو رتبہ ہم کو حاصل ہے وہ حضرت مسیح موعود کو حاصل نہیں تھا۔ جتنے لوگ ہماری باتیں ماننے والے موجود ہیں اتنے لوگ باتیں ماننے والے حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں موجود نہیں تھے۔ جتنا خزانہ ہمارے ہاتھ میں ہے اتنا خزانہ حضرت مسیح موعود کے ہاتھ میں نہیں تھا۔ اب بعض دفعہ خدا تعالیٰ ایک ایک دن میں پچیس پچیس تیس تیس ہزار روپیہ چندے کا بھجوا دیتا ہے حالانکہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں اتنا چندہ سارے سال میں بھی جمع نہیں ہوتا تھا مگر اس تمام ترقی کے باوجود کون کہہ سکتا ہے کہ یہ زمانہ اُس زمانہ سے بہتر ہے۔۔۔۔۔ آج اگر کسی کو کہا جائے کہ تمہیں حضرت مسیح موعود کے زمانہ کا ایک دن نصیب کیا جاتا ہے بشرطیکہ تم لنگر خانہ کا ایک دن کا خرچ دے دو تو وہ کہے گا ایک دن کا خرچ نہیں تم مجھ سے سارے سال کا خرچ لے لو لیکن خدا کے لئے مجھے حضرت مسیح موعود کے زمانہ کا ایک دن دیکھنے دو۔ مگر آج وہ بات کہاں نصیب ہو سکتی ہے جو حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں قربانی کرنے والوں کو نصیب ہوئی۔"

(تفسیر کبیر جلد نہم صفحہ 340 تا 341)

حضرت اقدس کے محبین کے جذبات کا احترام

1917ء کے اگست کے آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی شملہ تشریف لے گئے۔ حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب بیان فرماتے ہیں کہ

میں نے امیر جماعت پٹیالہ حضرت شیخ محمد کرم الٰہی کی معیت میں راجپورہ ریلوے سٹیشن پر شرف زیارت حاصل کیا اور انبالہ چھاؤنی تک ہمسفر رہا۔ اس جگہ کالکا کے لئے گاڑی کے انتظار میں حضور پلیٹ فارم پر تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت حضور نے فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب! سنا ہے پٹیالہ بہت خوبصورت شہر ہے ہم یہاں چوبیس گھنٹے کا بریک جرنی (Break Journey) کر سکتے ہیں کیوں نہ دیکھ آئیں؟ میں نے بصد شوق عرض کیا کہ بہت مبارک بات ہے۔ پھر سوچ کر فرمایا کہ اگر ہم اس وقت پٹیالہ ہو آئے جب کہ میاں عبداللہ صاحب سنوری موجود نہیں ہیں تو ان کو بہت صدمہ پہنچے گا کیونکہ جب حضرت مسیح موعود پٹیالہ گئے تھے تو میاں عبداللہ صاحب بھی ساتھ تھے بلکہ وہ اپنے مکان واقعہ سنور میں بھی حضرت صاحب کو لے گئے تھے۔ پھر فرمایا انشاء اللہ واپسی پر سہی۔ (رفقاء احمد۔ جلد ہشتم صفحہ 126)

حضرت اقدس کی محبت کی خاطر عفو و درگزر

مندرجہ ذیل واقعہ بھی آپ کی حضرت مسیح موعود سے محبت کا عکاس ہے۔

1932ء میں محترم خواجہ کمال الدین صاحب کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنی تقریر میں خواجہ صاحب کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہوئے فرمایا:

اگرچہ خواجہ صاحب نے میری بہت مخالفتیں کیں لیکن انہوں نے حضرت مسیح موعود کے وقت خدمات بھی کی ہیں اس لئے ان کی موت کی خبر سنتے ہی میں نے کہہ دیا کہ انہوں نے میری جتنی مخالفت کی میں نے سب معاف کیا۔ خدا تعالیٰ بھی انہیں معاف کرے۔ حقیقت یہ ہے کہ جن بندوں کو خدا تعالیٰ کھینچ کر اپنے مامورین کے پاس لاتا ہے ان میں ہو سکتا ہے کہ غلطیاں بھی ہوں لیکن خوبیاں بھی ہوتی ہیں ہمیں ان خوبیوں کی قدر کرنی چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں خلافت کا انکار بڑی خطا ہے خدا تعالیٰ نے اسے بڑا گناہ قرار دیا ہے مگر ہمارا جہاں تک تعلق ہے ہمیں معاف کرنا چاہئے۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک اگر ایسے شخص کی نیکیاں بڑھی ہوئی ہوں گی تو وہ اس سے بہتر سلوک کرے گا۔

(الفضل ربوہ۔ 14 فروری 2003 صفحہ 2)

اللہ تعالیٰ حضرت مصلح موعود کے درجات بلند سے بلند تر فرماتا چلا جائے اور ہمیں آپ کے مبارک اسوہ پر عمل کرتے ہوئے امامِ وقت کے ساتھ للّٰہی محبت اور عقیدت کا رشتہ مضبوط تر کرنے اور خلیفۂ وقت کی جملہ تحریکات اور ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سالار احمدیت اور جماعت احمدیہ

اے غافلو سنو یہ پیغام آسمانی — اعجاز ہے خدا کا محمود قادیانی
یہ باغِ احمدیت وہ باغ ہے کہ جس کی — دونوں جہاں کا والی کرتا ہے پاسبانی
اپنی بساط کیا ہے ہم کچھ نہیں ہیں لیکن — ربِ قدیر کی ہے ہم پر نگاہ بانی
قادر خدا کی اپنے پہچانتے ہیں طاقت — اور خوب جانتے ہیں اپنی بھی ناتوانی

حب پیمبری کا دعویٰ ہے شیخ کو بھی
محبوب کیوں نہیں پھر محبوب کی نشانی

اے رہنمائے ملت! سالار احمدیت — ہر احمدی کے دل پر تیری ہے حکمرانی
واللہ تجھ میں دیکھے روح القدس کے جلوے — جاں دے کے تجھ کو ہم نے پائی ہے زندگانی
قرآں کی تیغ ہم نے ہاتھوں میں تیرے دیکھی — جوہر یہاں دکھاتی کیا تیغ اصفہانی
تیرے لئے خدا نے سو سو نشاں دکھائے — شاہد ہے جن پہ اب بھی یہ دورِ آسمانی

محمود ہے تو اپنا تیرے ایاز ہیں ہم
ہم تیرے دکھ پہ اپنا خوں بھی کریں گے پانی

عبدالمنان ناہید

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خاندانی ترقی

14 مارچ 1939ء کو خلافت ثانیہ کے 25 سال مکمل ہونے کی خوشی میں 15 مارچ 1939ء کو بیت اقصیٰ قادیان میں مجلس انصار خلافت کے زیر اہتمام جلسہ منعقد ہوا جس میں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے بھی تقریر فرمائی اور بعد میں اس کے نوٹس مرتب کئے اور الفضل میں شائع کرائے۔ جو احباب کی خدمت میں پیش ہیں۔ (ایڈیٹر)

میرا مضمون حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خاندانی ترقی کے متعلق ان چند منٹوں میں کچھ بیان کرنا ہے۔ سب سے اول میں ان پیشگوئیوں کو لیتا ہوں۔ جو حضرت مسیح موعود نے اس ترقی کے متعلق بیان فرمائی ہیں۔

پیشگوئیاں

1۔ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا۔ تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی۔ تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔

2۔ الہامی دعا: رب لاتذرنی فردا ......

(یہ اس وقت کا الہام ہے کہ آپ کی پہلی بیوی اور پہلے لڑکے مخالف تھے اور آپ واقعی دنیا میں اکیلے اور بے وارث نظر آتے تھے)

3۔ ینقطع اباء ك ویبدء منك یعنی تیرے باپ دادوں کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا اور تجھ سے ایک خاندان کا نیا سلسلہ شروع ہوگا۔ اس الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سلسلہ نیک لوگوں کا ہوگا۔ اگر وہ بھی برے ہوں گے تو یہ پیشگوئی اور خوشخبری بالکل لغو اور فضول ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دوسری شاخوں کو برا اور بیکار سمجھ کر مٹا دیا۔ لیکن یہ غضب کیا کہ ان سے زیادہ...... لوگ ان کی جگہ قائم کر دیئے۔

اپنی نسل کی ترقی

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ساری پرانی شاخیں کاٹ دیں۔ سوائے حضور کی اپنی نسل کے اور سوائے حضور کے خاندان کے ان لوگوں کے جو حضور کے دامن کے نیچے آ گئے اور پھر اس شاخ کو ترقی دینی شروع کی اور ہمارے دیکھتے دیکھتے آج حضرت مسیح موعود کی صلب سے 70 متنفس زندہ موجود ہیں۔ جن میں سے 37 مرد اور 33 عورتیں ہیں۔ اسی طرح آج جو پچیس سالہ جوبلی کا دن ہے۔ حضرت خلیفہ ثانی کی صلبی اولاد پچیس نفوس ہیں یعنی تیرہ لڑکے اور نو لڑکیاں ایک پوتا ایک نواسہ اور ایک نواسی۔

دوسری ترقی بذریعہ پرانے خاندان کے افراد کے

یعنی علاوہ حضرت مسیح موعود اور اپنی صلبی نسل کے حضور نے اپنے خاندان کو مزید ترقی اس طرح دی کہ جو لوگ حضور کے خاندان میں تو تھے۔ مگر مخالف اور احمدیت سے الگ تھے۔ ان کو اپنی قوت قدسی سے احمدیت کے اندر کھینچ لیا۔ مثلاً مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم، عماللقہ کی اولاد، تائی صاحبہ عزیز بیگم صاحبہ زوجہ مرزا افضل احمد مرحوم، مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے خاندان کے کئی افراد۔ یہ سب لوگ خلافت ثانیہ میں جماعت میں داخل ہوئے اور یہ وہ بڑے بڑے جن تھے۔ جو حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں مخالف بلکہ اشد مخالف تھے اور قابو میں نہ آتے تھے۔ غرض یہ جن اسی طرح مطیع کر لئے جس طرح حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ کے چھٹے ہوئے جن حضرت سلیمان علیہ السلام نے مطیع کئے تھے۔

تیسری ترقی۔ قادیانی خاندان کی ترقی

پھر حضور نے ایک تیسری خاندانی ترقی کی۔ وہ ہے قادیان میں جماعت احمدیہ کے ایک حصہ کو جمع اور آباد کیا۔ قادیانی مہاجرین کا رشتہ حضور سے صرف روحانی نہیں ہے۔ جیسے باہر کے احمدیوں کا بلکہ نیم جسمانی اور نیم روحانی رشتہ ہے اور ان کے تعلقات حضور سے مثل اپنے خاندانی بزرگ کے ہیں۔ سو جس قدر نئے محلے اور نئی آبادی یہاں موجود ہے وہ بھی حضور کا ایک خاص خاندان ہے جس کا نام (صفہ کے رہائشی) ہے اور جس کی بنیاد حضرت مسیح موعود نے رکھی تھی۔ میرے دیکھتے دیکھتے قادیان کی آبادی ڈیڑھ ہزار افراد سے قریباً دس ہزار افراد تک پہنچ گئی اور سات آٹھ وسیع محلے بالکل نئے آباد ہو گئے۔

چوتھی ترقی روحانی خاندان کی ترقی

جماعت احمدیہ روحانی ذریت ہے۔ حضرت مسیح موعود اور ان کے خلفاء کی اس روحانی خاندان کی ترقی حضور کے عہد میں دو طرح ہوئی۔ ایک تو تعداد کے لحاظ سے جماعت کی ترقی جس کا اندازہ مبائعین کی فہرستوں سے ہوسکتا ہے۔ جو ہمیشہ الفضل میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔

دوسری ترقی بموجب پیشگوئی، تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی۔ وہ ترقی ہے جو علاوہ جماعت احمدیہ کی عام ترقی کے مختلف غیر ممالک میں اس سلسلہ کے قائم ہونے کے متعلق ہے اور اس کے ماتحت حضور کے زمانہ میں انگلستان امریکہ، مصر، فلسطین، جاوا، سماٹرا، ماریشس، افریقہ، غربی و شرقی وغیرہ میں نئی جماعتیں پیدا ہوئیں۔

حضور کے اپنے خاندان کی علمی ترقی

ایک بیٹا مولوی فاضل اور آکسفورڈ کا بی اے آنرز دوسرا بیٹا مولوی فاضل بی اے تیسرا ایم بی بی ایس میں تعلیم پاتا ہے۔ باقی چھوٹے سب مدرسہ احمدیہ میں دینی تعلیم میں مصروف ہیں۔ ایک داماد بی اے آئی سی ایس ایک بھتیجا گریجوایٹ اور بیرسٹر۔

علاوہ ازیں آپ کے خاندان کی لڑکیاں بعض میٹرک پاس ہیں اور دینیات کالج میں پڑھتی ہیں بعض مولوی ہیں۔ بعض ادیب، بعض ایف اے اور بعض امسال بی اے میں جا رہی ہیں۔

حضور کے روحانی خاندان کی ترقی علم، عزت اور وجاہت میں

حضور کی توجہ سے 100 سے اوپر تو مولوی فاضل ہوں گے اور بہت سے فارغ التحصیل جامعہ احمدیہ کے علماء ایک لشکر گریجوایٹوں کا حتیٰ کہ کئی عورتیں گریجوایٹ اور بی ٹی اور لیڈی ڈاکٹر ہیں۔ ڈپٹی کمشنر، انجینئر، وکیل، بیرسٹر، معزز سرکاری ملازم، معزز تجار اور معزز زمیندار حضور کی جماعت میں داخل ہیں۔

پھر سر ظفر اللہ خان صاحب ہیں۔ جنہیں سب لوگ جانتے ہی ہیں۔ اور ان کے متعلق تو حضور کا ایک رؤیا مشہور ہے کہ حضور نے انہیں اپنے بیٹے کی طرح دیکھا اور سر پر ہاتھ پھیرا۔ اس طرح وہ بھی حضور کے خاندان میں داخل ہیں۔

حضور کی اور حضور کے خاندان کی مالی ترقی

راجپورہ کی زمین اور سندھ کا تیس میل لمبا علاقہ اس پر شاہد ہے۔ مکانات شاہد ہیں مثلاً قصر خلافت، بیت الحمد اور بیت اقصیٰ کے قریب کے مکانات، مالی ترقی اس طرح بھی ثابت ہے کہ حضور اور حضور کے خاندان کے چندے سب لوگوں سے زیادہ ہوتے ہیں۔ خواہ تحریک جدید کے ہوں خواہ کسی اور دینی تحریک کے۔ اس سے نہ صرف مالی ترقی بلکہ مالی قربانی کی روح بھی نہایت نمایاں نظر آتی ہے۔

حضور کے روحانی خاندان کی مالی ترقی

قادیان کے مکانوں کی حیثیت دیکھ لو اور اس چندہ کو دیکھ لو جو 1914ء میں آیا تھا اور اب 1938ء میں آیا ہے۔ میرے خیال میں قریباً دس گنے کا فرق ہے۔

علمی ترقی

جس قدر نئے اور اچھوتے مضامین پر حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریریں اور تحریریں موجود ہیں اور جس قدر قرآن مجید کے حقائق اور معارف حضور نے بیان فرمائے ہیں۔ وہ میرے نزدیک حضرت مسیح موعود کے بعد صرف آپ ہی کا حصہ تھا۔

خاندان کی مذہبی اور اخلاقی ترقی

جو تغیر حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفہ ثانی نے اپنے خاندان کی مذہبی اور اخلاقی حالت میں پیدا کیا ہے اگر میں اسے ذرا بھی کھول کر بیان کروں تو لوگ حیران ہو جائیں مگر یہ ایک الگ اور لمبا مضمون ہے۔

یہ خاندان حق پر ہے

اب حضرت خلیفہ ثانی اور حضور کے سب خاندان کے حق پر ہونے کی الہامی دلیل بھی نوٹ کر لیں۔

(1) حضرت مسیح موعود نے ایک نہایت خطرناک بددعا اپنے لئے اور اپنے سب متعلقین اور اولاد کے لئے کی ہے جس میں یہ مصرعہ آتا ہے

آتش افشاں بر در و دیوار من

اس میں خدا سے التجا کی ہے کہ اگر میں جھوٹا

باقی صفحہ 11 پر

مکرم منور احمد خالد صاحب

یادیں پیارے حضرت مصلح موعود کی

میری پیدائش 1936ء کی ہے۔ اس طرح تقریباً 29 سال حضرت مصلح موعود کا دور نصیب ہوا۔ میرے دادا اور والد دونوں رفیق (حضرت مسیح موعود) تھے۔ بیسویں صدی کے شروع میں جب انگریزوں نے سندھ کو آباد کرنے کی سکیم رائج کی تو میرے والد اپنے تینوں چھوٹے بھائیوں اور اپنے والد صاحب کو ساتھ لے کر سندھ آ گئے۔ جہاں بعد میں سندھ کی پہلی باقاعدہ جماعت کوٹ احمدیاں آباد کی۔

حضرت مصلح موعود نے جب سندھ میں زمینیں خریدنے کا پروگرام بنایا تو میرے والد حضرت چوہدری غلام صاحب کو اس سلسلے میں خدمت کا موقعہ ملا۔ چنانچہ 1934ء میں تحریک جدید صدر انجمن اور خاندان کے لئے زمینیں خرید کی گئیں۔ اس پر دیگر احمدیوں کو بھی زمینیں خریدنے کا شرف حاصل ہوا۔ چنانچہ قادیان سے ان کو ہدایت دی جاتی تھی کہ کوٹ احمدیاں چلے جاؤ وہاں سے مزید رہنمائی اور معلومات مل جائیں گی۔ اس طرح اس زمانہ میں پنجاب سے سندھ آنے والوں کے لئے کوٹ احمدیاں لازمی پڑاؤ بن گیا جہاں ان کی مہمان نوازی اور رہنمائی کی جاتی۔

1936ء میں حضرت مصلح موعود جب پہلی بار سندھ تشریف لائے تو ازراہ شفقت اپنے خادم کی خادمانہ کوششوں کو نوازنے کیلئے کوٹ احمدیاں بھی تشریف لائے اور خوش قسمتی سے انہی دنوں میری پیدائش ہوئی۔ خاکسار کے والد نے حضرت مصلح موعود، حضرت اماں جان، حضرت امِ طاہر کی پہلی دفعہ ایک نئی جگہ ناصر آباد میں خدمت کے لئے اپنی دونوں بیٹیوں خاکسار کی دو بڑی بہنوں حمیدہ اور رضیہ کو حضور انور کے ساتھ کر دیا اور حضور کو ان کی خدمت اس قدر پسند آئی کہ ہر دورہ سندھ کی اطلاع میرے والد صاحب کو فرماتے۔ حضور کا مقصد ازراہ احسان ان بچیوں کی تربیت بھی تھا اور یہی ہمارے والد صاحب کی بھی خواہش تھی۔ اس طرح ہماری ان دونوں بہنوں کی بی بی امۃ الجمیل صاحبہ، کے ساتھ دوستی بھی ہوگئی اور یہ تعلق آخر تک قائم رکھا۔

1941ء میں حضرت والد صاحب کی وفات کے بعد ہمارے بڑے بھائی مکرم چوہدری عبدالرحمٰن صاحب نے اس روایت کو جاری رکھا اور ان کی وجہ سے جب ہم جمعہ کی نماز کے لئے ناصر آباد جاتے تو مجھے اندرون خانہ جانے کی اجازت ہوتی اور تبرک سے بھی خوب حصہ ملتا۔

مجھے یاد ہے ایک بار جب میری عمر 6 سال کی تھی اور جمعہ کے لئے ناصر آباد گئے تو میرے بڑے بھائی نے چاندی کا ایک روپیہ دیا کہ ملاقات کے موقعہ پر نذرانہ پیش کروں جب حضور سے ملاقات کا وقت آیا تو لطیفہ یہ ہوا کہ میں نے وہ روپیہ بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا اور دائیں ہاتھ سے مصافحہ کر لیا اور فوراً ہی مجھے احساس ہوا کہ نذرانہ تو میں نے پیش ہی نہیں کیا چنانچہ وہ روپیہ دائیں ہاتھ میں پکڑ کر عرض کیا حضور پیسہ لے لیں۔ حضور مسکرائے شفقت سے سر پر ہاتھ پھیرا اور روپیہ لے لیا۔

حضور دورہ ختم ہونے کی اطلاع کوٹ احمدیاں بھجوا دیتے تھے تاکہ ہم اپنی بہنوں کو جا کر لے آویں۔ ایک بار یہ اطلاع نہ دی جا سکی تو حضور نے بالکل پسند نہ فرمایا کہ کسی اور کے ساتھ ہماری بہنوں کو کوٹ احمدیاں بھجوایا جائے بلکہ اطلاع بھجوائی کہ ہم بشیر آباد جا رہے ہیں وہاں سے ان لڑکیوں کو لے لیا جائے۔

اس طرح بچپن سے ہر دورہ پر حضور سے ملاقات ہوتی رہی 1947ء میں پاکستان بن گیا تو پہلے 1948ء میں برادرم نذیر احمد ساجد کو تعلیم الاسلام ہائی سکول میں جو اس وقت چنیوٹ میں تھا داخل کرایا گیا۔ پھر 1950ء میں مجھے بھی چنیوٹ بھجوایا گیا۔ اس طرح ایک نئی زندگی شروع ہوئی کبھی پیدل، کبھی سائیکل پر اور کبھی بس پر ربوہ جا کر حضور کے درس ہائے قرآن کریم سننے کا موقعہ ملتا رہا اور جمعہ کی نماز تو بہرحال ربوہ جا کر ادا کی جاتی۔ پھر ہمارا اسکول ربوہ میں ہی آ گیا اس طرح اس روحانی فیض اور مائدہ کا مزہ آج تک بھولتا نہیں جلسہ سالانہ کی تو بات ہی کیا تھی۔ سیر روحانی کا سلسلہ تقاریر روح میں وجد پیدا کر دیتا۔ درس ہائے قرآن کریم جیسا علمی خزانہ حضرت مصلح موعود کے منہ سے براہ راست سننے کی سعادت آج بھی میری زندگی کا ماحصل ہے۔

حضرت مسیح موعود سلطان القلم تھے تو آپ کے مثیل سلطان البیان تھے۔

بورڈنگ ہاؤس میں رہنے والے طلباء کو یہ سعادت بھی حاصل تھی کہ وہ اپنے استادوں کی نگرانی میں تنظیم کے ساتھ ہر ڈیوٹی میں شامل ہوتے تھے۔ 1953ء کے فسادات میں قصرِ خلافت کے اندرونی دروازہ پر پہرے کی ڈیوٹی ہوتی ہمارے ایک کلاس فیلو مختار بھی تھے۔ جن کی والدہ بطور خادمہ اندر کا کام کرتی تھیں۔ تمام رات پہرہ کی ڈیوٹی کے بعد صبح مختار کو کہا جاتا کہ تبرک لانے کا انتظام کرو تو وہ اپنی والدہ کو بلا کر مکھن پیڑہ جس میں سے حضور نے ناشتہ میں کچھ لیا ہوا ہوتا وہ لے آتے چنانچہ لڑکپن کی عمر میں یہ سونے پر سہاگہ تھا۔ حضور پر جب بیت مبارک میں قاتلانہ حملہ ہوا اس وقت بھی یہ عاجز بیت میں موجود تھا اور پھر حضور کا دعا کے لئے دردناک پیغام جماعت کے نام آیا تو نیندیں حرام ہوگئی تھیں اور شفایابی کے لئے چیخیں نکل نکل جایا کرتیں۔ حضرت مصلح موعود کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف بچایا بلکہ اس کے بعد بھی ایک لمبی زندگی عطا فرمائی اور بیماری کے باوجود اس وجود کی برکتوں کو جاری رکھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے مجھے سخت بخار ہو گیا۔ اتنا تیز کہ تھرمامیٹر کی حدیں پار کر گیا۔ ہمارے ہوسٹل سپرنٹنڈنٹ صاحب اور ٹیوٹر گھبرا گئے کہ لڑکا گیا ہاتھ سے۔ حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب جو ہمارے ہیڈ ماسٹر صاحب تھے ان کو اطلاع دی گئی تو اُنہوں نے سیدنا حضرت مصلح موعود کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کر دیا حضور نے پوچھا لڑکا کہاں کا ہے بتایا گیا سندھ کا ہے حضور نے فرمایا میں دعا کروں گا اور لڑکا سندھ کا ہے تو فکر نہ کریں وہاں ملیریا بعض اوقات اتنا تیز ہو جایا کرتا ہے اور پھر یہ دعا تو میرے لئے ایک معجزہ بن گئی ساری عمر سندھ کے مچھروں میں گزاری اس دعا کو آج ساٹھ سال ہو رہے ہیں اور مجھے اس کے بعد کبھی ملیریا نہیں ہوا۔

حضرت مصلح موعود کی وفات کے وقت خاکسار کوٹ احمدیاں میں تھا بظاہر ناممکن تھا کہ حضور کے چہرے کا دیدار ہو سکے۔ حیدرآباد پہنچنے تک چناب ایکسپریس نکل گئی تو لاہور جانے والی خیبر میل پر سوار ہو گئے۔ میرے ساتھ اس گاڑی میں اور بھی بہت سے احمدی تھے اور لاہور جا کر ربوہ جاتا تو بہت وقت لگتا۔ میں نے سوچا کہ اگر ٹرین کسی وجہ سے چیچہ وطنی میں رُک جائے تو وہاں سے بس کے ذریعہ ربوہ جانا کم وقت لے گا اور پھر میں نے شدت سے دعا شروع کر دی جسے اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لیا اور ٹرین نہ صرف چیچہ وطنی کے سٹیشن پر بلکہ آگے outer signal پر جا کر ایک لمحہ کیلئے رُک گئی یہ وہ جگہ تھی جہاں سے بورے والا کی طرف سے آنے والی سڑک مین روڈ کو کراس کرتی ہوئی سیدھی فیصل آباد جاتی ہے۔ اس طرح بس اڈہ پر جا کر بس لینے کی بجائے اللہ تعالیٰ نے آدھا گھنٹہ اور بچا دیا ٹرین رُکتے ہی خاکسار نے نیچے چھلانگ لگا دی اور ساتھیوں کو بھی مشورہ دیا کہ اُتر جائیں مگر اِن کو فیصلہ کرنے میں ذرا دیر ہوئی اور گاڑی چل دی اُترتے ہی بس مل گئی اور خاکسار اِن ساتھیوں سے پانچ گھنٹے پہلے ربوہ پہنچ گیا۔

حضور کے پیارے چہرے کا دیدار بھی ہوا اور جنازہ میں شرکت بھی نصیب ہوگئی اور پہلے ہی روز خلافتِ ثالثہ کی بیعت بھی نصیب ہوئی۔

ناشکری ہوگی اگر اللہ تعالیٰ کے احسان کا ذکر نہ کیا جائے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی وفات کے وقت بھی خاکسار کوٹ احمدیاں میں تھا سات سو میل دور بطور قائد علاقہ دورہ پر تھا۔ میرے ساتھ ٹورنامنٹ کو منعقد کرنے کیلئے مکرم چوہدری غلام احمد صاحب مرحوم کے بیٹے پرویز، امتیاز اور جاوید آئے ہوئے تھے کہ حضور کی وفات کی خبر ملی میرے پاس ایک فور وہیل جیپ تھی فوراً اسی پر ربوہ جانے کا پروگرام بنا لیا جب میرپور خاص پہنچے تو ایک وکیل صاحب سے ملاقات ہوئی ان کو بتایا گیا کہ ہم حضور کی وفات کی وجہ سے ربوہ جا رہے ہیں وہ وکیل صاحب غیر احمدی تھے مگر اُنہوں نے مشورہ دیا کہ اس جیپ پر کب پہنچو گے مجھے تو زیادہ سے زیادہ اپنے فارم ہاؤس پر جانا ہوتا ہے تم میری کار لے جاؤ اور جیپ چھوڑ جاؤ ڈرائیور تو ہم سب ہی تھے مگر پرویز نے نان سٹاپ سولہ گھنٹے ڈرائیونگ کرتے ہوئے ربوہ پہنچا دیا اور پھر چہرہ دیکھنا اور جنازہ میں شرکت اور پہلے ہی دن بیعت نصیب ہوئی۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی وفات کے وقت خاکسار دعوت الی اللہ کی غرض سے ہنگری میں مقیم تھا اطلاع ملنے پر جرمنی میں اپنے بیٹے سے بات کی کہ میں ٹرین پر کوبلنز پہنچ رہا ہوں وہاں سے آگے لندن جانے کے لئے خود بھی اور گاڑی تیار ہو تاکہ وقت ضائع کئے بغیر لندن روانگی ہو۔ چنانچہ ہنگری سے بارہ گھنٹے ٹرین اور پھر چھ گھنٹے لندن تک لگے اور الحمدللہ کہ جنازہ میں شرکت اور پہلے ہی دن بیعت نصیب ہوئی۔ کئی بار خیال آتا ہے کہ دراصل یہ اس تڑپ اور دعا کی قبولیت کا تسلسل ہے جس نے حضرت مصلح موعود کے چہرے کے دیدار اور جنازہ میں شرکت کے لئے ٹرین کو چیچہ وطنی روک دیا تھا۔

''ایں سعادت بزور بازو نیست''

....

خدا اور رسول اور قرآن سے محبت

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

میں اپنے دل کو جانتا ہوں اور میں مقدس سے مقدس مقام میں کھڑا ہو کر غلیظ سے غلیظ قسم اس بات کے لئے کھا سکتا ہوں کہ خدا اور اس کے رسول کی عزت کے سوا میرے دل میں اور کسی عزت پھیلانے کا ولولہ نہیں۔ اس کے کلام کی محبت سے میرا دل لبریز ہے اور اس کی اشاعت کے لئے مجھے اتنا جوش ہے کہ اور کسی چیز کے لئے اتنا جوش نہیں۔

(خطبات محمود جلد 16 ص 112)

بقیہ صفحہ 9

ہوں اور تیرے دین کو برباد کرنے والا ہوں تو مجھے اور میری سب اولاد کو تباہ کردے۔ اب اگر حضور کی سب اولاد دین اور احمدیت کو برباد کرنے والی ہوگئی ہے تو خدا تعالیٰ کو لازم تھا کہ اس بددعا کا اثر ان پر دکھاتا نہ یہ کہ الٹا ان کو ترقی دیتا اور ان کی تائید و نصرت کرتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ سب حق پر جمع ہیں۔

(2) اسی طرح حضور کا ایک الہام ہے من اعرض عن ذکری ...... (تذکرہ ص419)
یعنی جو میرے ذکر سے روگردان ہوگا ہم اس کی اولاد کو فاسق اور ملحد کردیں گے اور ایسی اولاد خدا کی عبادت نہیں کرے گی بلکہ دنیا میں گر پڑے گی۔ اس کلام الٰہی سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر (بقول غیر مبائعین) حضرت خلیفہ ثانی اور حضرت مسیح موعود کی تمام اولاد گمراہ اور بدکار اور گمراہ کنندہ ہیں تو خود حضرت مسیح موعود بھی کبھی راستباز نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ بری اور فاسق اور دنیادار اولاد اس بات کی سزا ہے کہ ان کا باپ خود بے ایمان ہو۔ پس اگر حضرت مسیح موعود کو راستباز سمجھتے ہو۔ تو کبھی ان کے لئے وہ ذلت اور سزا تجویز نہ کرو جو خدا نے بے ایمانوں کے لئے فرمائی ہے۔

(3) حضرت مسیح موعود کو یہ پیغامی سرغنے کہتے تھے کہ حضور جماعت کا روپیہ ناجائز خرچ کرتے ہیں۔ ان سے حساب لیا جائے۔ اسی طرح اب کہتے ہیں کہ جماعت کا روپیہ سیاسیات اور ناجائز امور پر خرچ ہوتا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں خدا نے حضرت سلیمان کو مخاطب کرکے فرمایا ہے ھذا عطاء نا ...... یہ ہماری بخشش ہے خواہ اسے دے خواہ روک لے۔ تجھ پر اس کے حساب کی ذمہ داری نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء سے حساب نہیں لیا جاسکتا اور جو مانگتا ہے وہ خود خدا کی سنت اور قرآن کے احکام سے ناواقف ہے۔ خواہ دنیا کے سامنے وہ مفسر اور مترجم قرآن ہی بنتا پھرے۔

دوسرے یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کو بھی حضرت مسیح موعود کے الہامات میں ...... کہا گیا ہے۔ اس لئے حضور پر بھی اخراجات کے متعلق کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا اور فامنن اوامسک بغیر حساب کا حکم حضور پر بھی حاوی ہے۔ (الفضل 19 مارچ 1939ء)

موعود خلافت

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

''ایک خلافت تو یہ ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ لوگوں سے خلیفہ منتخب کرواتا ہے اور پھر اُسے قبول کر لیتا ہے مگر یہ ویسی خلافت نہیں''، (یعنی اُن کی) ''یعنی میں اس لئے خلیفہ نہیں کہ حضرت خلیفہ اول کی وفات کے دوسرے دن جماعت احمدیہ کے لوگوں نے جمع ہوکر میری خلافت پر اتفاق کیا، بلکہ اس لئے بھی خلیفہ ہوں کہ حضرت خلیفہ اول کی خلافت سے بھی پہلے حضرت مسیح موعود نے خدا تعالیٰ کے الہام سے فرمایا تھا کہ میں خلیفہ ہوں گا۔ پس میں خلیفہ نہیں بلکہ موعود خلیفہ ہوں۔ میں مامور نہیں مگر میری آواز خدا تعالیٰ کی آواز ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ اس کی خبر دی تھی۔ گویا اس خلافت کا مقام ماموریت اور خلافت کے درمیان کا مقام ہے اور یہ موقع ایسا نہیں ہے کہ جماعت احمدیہ اُسے رائیگاں جانے دے اور پھر خدا تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو جائے۔ جس طرح یہ بات درست ہے کہ نبی روز روز نہیں آتے، اسی طرح یہ بھی درست ہے کہ موعود خلیفہ بھی روز روز نہیں آتے۔''

(رپورٹ مجلس مشاورت 1936ء صفحہ 17 بحوالہ سوانح فضل عمر۔ جلد 4 صفحہ 508۔ ناشر فضل عمر فاؤنڈیشن)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

درخواست دعا

مکرم مبشر احمد شاہد صاحب صدر جماعت احمدیہ دھرکنہ ضلع چکوال تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بھانجے ریحان احمد کو چھت سے گرنے کی وجہ سے سر پر چوٹ لگ گئی ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو اپنی خاص حفظ و امان میں رکھتے ہوئے جلد صحت یاب کرے اور مزید پریشانیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

مکرم غلام احمد سرور صاحب زعیم مجلس انصار اللہ دارالانوار ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے ایک عزیز بزرگ مکرم محمد اقبال قمر صاحب نائب صدر محلّہ طاہر آباد شرقی کے کولہے میں موٹر سائیکل سے گرنے کی وجہ سے فریکچر ہوگیا ہے اور آپریشن ہوا ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شفاء کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

ولادت

مکرم عبدالسمیع خان قمر صاحب کارکن نظارت تعلیم القرآن و وقف عارضی تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کو مورخہ 25 ستمبر 2013ء کو اللہ تعالیٰ نے پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیٹے کا نام عبدالمقیت عطا فرمایا اور وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل فرمایا ہے۔ نومولود مکرم رشید احمد صاحب ساکن گڈو بیراج ضلع کشمور کا پوتا اور مکرم بشیر احمد بھٹی صاحب ساکن نصیر آباد سلطان کا نواسہ ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بچے کو نیک، صالح، خادم دین، خلافت کا وفادار اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم قریشی خالد ندیم صاحب کارکن تزئین ربوہ کمیٹی تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی خوشدامنہ مکرمہ نذیراں بیگم صاحبہ بیوہ مکرم محمد صدیق صاحب جوئیہ مرحوم آف ڈوگری گھمناں تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ مورخہ 4 فروری 2014ء کو وفات پا گئیں۔ اُسی دن بعد نماز ظہر مکرم حافظ جلیل احمد صاحب معلم وقف جدید نے نماز جنازہ پڑھائی اور مقامی قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم معلم صاحب نے ہی دعا کروائی۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرماتے ہوئے، مغفرت فرماتے ہوئے جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم سہیل احمد صاحب لون حال مقیم لندن تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی خوش دامن محترمہ آصفہ طلعت صاحبہ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد پاکستان میں مورخہ 31 دسمبر 2013ء کو وفات پا گئیں۔ وہ چند ماہ سے گردوں کے مرض میں مبتلا تھیں ان کی عمر 52 برس تھی۔ مرحومہ رفیق حضرت مسیح موعود و سابق امیر جماعت شادیوال مولوی عمر دین صاحب کی پوتی اور مبارک احمد ناصر صاحب کی اہلیہ تھیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ یکم جنوری 2014ء کو بعد نماز عصر محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر رشتہ ناطہ نے پڑھائی اور قبرستان عام میں تدفین کے بعد مکرم حنیف احمد محمود صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ نے دعا کروائی۔ مرحومہ نے پسماندگان میں شوہر کے علاوہ 2 بیٹیاں اور 3 بیٹے سوگوار چھوڑے ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کا خود کفیل ہو۔ آمین

انسپکٹر روزنامہ الفضل

مکرم نعیم احمد صاحب اٹھوال انسپکٹر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کے حصول کیلئے ضلع سیالکوٹ کے دورہ پر ہیں۔ احباب جماعت و اراکین عاملہ، مربیان کرام اور صدران جماعت سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

تحقیق و تجربہ اور کامیابی کے 55 سال

سفوف مہزل (اکسیر موٹاپا) ہے۔
کچھ عرصہ استعمال سے جسم کی فالتو چربی کم ہونے لگتی ہے۔
کیپسول فشار: اکسیر بلڈ پریشر ہے۔ کچھ عرصہ استعمال سے بفضلہ تعالیٰ شفاء ہوجاتی ہے۔
گیسٹرو۔ایز: ہاضمہ کا شوگر اور نمک فری سیرپ۔ اس کا ہر گھر میں ہونا لازمی ہے۔
خورشید یونانی دواخانہ گولبازار ربوہ۔

فون: 047-6211538
فیکس: 047-6212382

ماہر امراض جلد کی آمد

❁ مکرم ڈاکٹر عبدالرفیق سمیع صاحب ماہر امراض جلد مورخہ 23 فروری 2014ء کو فضل عمر ہسپتال میں مریضوں کا معائنہ کریں گے۔ ضرورت مند احباب وخواتین سے گزارش ہے کہ وہ ڈاکٹر صاحب موصوف کی خدمات سے استفادہ کے لئے ہسپتال تشریف لائیں اور پرچی روم سے اپنی پرچی بنوالیں۔ مزید معلومات کیلئے استقبالیہ ہسپتال سے رجوع فرمائیں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

تبدیلی نام

❁ مکرم منور احمد صاحب ولد مکرم محمد صادق صاحب ساکن دارالعلوم جنوبی احمد ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار نے اپنا نام حضور احمد سے تبدیل کر کے منور احمد رکھ لیا ہے۔ آئندہ مجھے اسی نام سے لکھا اور پکارا جائے۔ شکریہ

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

17 فروری 2014ء

2:10 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 14 فروری 2014ء
3:25 am	سوال وجواب
6:20 am	لجنہ جاپان سے ملاقات
7:35 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 14 فروری 2014ء
12:00 pm	حضور انور کا کانگریس یو ایس اے میں خطاب
4:10 pm	پیشگوئی حضرت مصلح موعود
6:10 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 25 اپریل 2008ء
8:20 pm	پیشگوئی حضرت مصلح موعود
11:30 pm	حضور انور کا کانگریس یو ایس اے سے خطاب

پیشکش چوکیداری بلا تنخواہ

فیملی (چار بچگان) کسی خالی یا آباد کوٹھی ربوہ کے سرونٹ کوارٹر میں رہائش کے عوض نگہداشت کر سکتی ہے

رابطہ کیلئے محمد یوسف فون: 0300-7245819

اپنا چشمہ سنٹر

کلر لینز مکمل کٹ کے ساتھ =/450 روپے میں حاصل کریں۔ نظر کے چشمے بازار سے رعایت تیار کئے جاتے ہیں۔ کارکن کے لئے خصوصی ڈسکاؤنٹ

پروپرائٹر: میاں سہیل احمد: 0345-7963067

ملک مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ

apnachashma@gmail.com

دانتوں کا معائنہ مفت ☆ عصر تا عشاء

احمد ڈینٹل کلینک

ڈینٹسٹ: رانا مدثر احمد/ طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

SHARIF JEWELLERS SINCE 1952

Aqsa Road Rabwah
0092476212515
15 London Rd, Morden Sm4 5Ht
00442036094712

ربوہ میں طلوع وغروب 17۔فروری

طلوع فجر	5:27
طلوع آفتاب	6:47
زوال آفتاب	12:23
غروب آفتاب	5:59

حب ہمزاد

اعصابی کمزوری کے لئے

ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ

NASIR ناصر

PH:047-6212434

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

اٹھوال فیبرکس

تمام گرم ورائٹی پر سیل سیل سیل

جلد آئیں اور موقع سے فائدہ اٹھائیں

ملک مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ

اعجاز احمد طاہر: 0333-3354914

CASA BELLA

Home Furnishers

Master Craftmanship

FURNITURE
13-14, Silkot Block
Fotress Stadium, Lahore
Ph: 042-36668937, 36677178
E-mail: mrahmad@hotmail.com

FABRICS
1- Gilgit Block
Fotress Stadium, Lahore
Ph: 042-36660047, 36650952

A Complete Range of Furniture, Accessories Wooden Flooring

FR-10

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا

انٹرنیشنل موٹرز لاہور

تمام جاپانی گاڑیوں کے پرزہ جات دستیاب ہیں

جینٹس، بوائز، شلوار قمیص، 5 سال تا جینٹس xxxl ویسکوٹ دستیاب ہیں۔

رینبو فیشن ریلوے روڈ ربوہ

6214377

لگژری گاڑی برائے فروخت

گاڑی ٹویوٹا ALTIS 1-8 ماڈل 2006ء رنگ 54,000 عمومی حالت تقریباً نئی پینٹ اصلی پہلا استعمال گھریلو صرف ایک ہاتھ پر

رابطہ: 03007704339

" ربوہ کا پہلا مکمل کولیکشن سنٹر "

سہارا ڈائیگناسٹک لیبارٹری کولیکشن سنٹر

SAHARA FOR LIFE TRUST UNO CERTIFIED NGO

کولیکشن سنٹر کا سٹاف آپ کی خدمت کے لئے ہمہ وقت مصروف عمل

سہولت آپ کی دہلیز پر

100% معیاری رزلٹ

وقت ہمارا بچت آپ کی

لیڈیز کیلئے لیڈیز سٹاف

اب اہلیان ربوہ کو خون، پیشاب اور پیچیدہ بیماریوں مثلاً ہیپاٹائیٹس بی اور سی کے ہر قسم کے ٹیسٹ اور PCR مثلاً HCV BY PCR QUALITATIVE ، HCV BY PCR QUANTITATIVE
HCV BY PCR GENOTYPING ، HBV DNA BY PCR QUALITATIVE, HBC DNA BY PCR QUANTITATIV آپریشن سے نکلنے والی غدود، پتہ، رسولی وغیرہ کے BIOPSY ٹیسٹ کروانے لاہور یا بیرون شہر جانے کی ضرورت نہیں۔ یہاں ٹیسٹ جمع کروائیں کمپیوٹرائزڈ بل حاصل کریں یہاں سے ہی آن لائن رپورٹ حاصل کریں۔ اپنا قیمتی وقت اور اضافی خرچ بچائیں۔

روٹین کے ٹیسٹ: نیز ہڈیوں سے متعلقہ تمام ٹیسٹ جوڑوں، گھٹنوں، گینٹھیاں وغیرہ

CA-125	IGE	VIT-D LEVEL	T3,T4,TSH(TFT)	HBA1C	HBS AG	ANTI HCV	BY ELISA	روزانہ کی بنیاد پر پرفارم کئے جاتے ہیں
کینسر کی ابتدائی تشخیص	الرجی کی ابتدائی تشخیص	ہڈیوں میں VIT-D کی کمی	اعصابی تناؤ تھکاوٹ کاہلی سستی	تین ماہ کا شوگر ریکارڈ	ہیپاٹائیٹس B	ہیپاٹائیٹس C		

گائینی سے متعلقہ ٹیسٹ: ہارمونز لیول ESTRADIOL PROLECTHN LH FSH روزانہ کی بنیاد پر پرفارم کئے جاتے ہیں

☆ بیرون شہر سے آنے والے تمام وزٹنگ کنسلٹینٹ اور لاہور، فیصل آباد، سرگودھا کے ڈاکٹر صاحبان کے تجویز کردہ ٹیسٹ پرفارم کئے جاتے ہیں۔ ☆ انٹرنیشنل سٹینڈرڈ لیبارٹریز کے مقابلہ میں ریٹ 50% تک کم

☆ جو مریض کولیکشن سنٹر تشریف نہ لا سکتے ہوں اُنکے لئے گھر سے سیمپل بلا معاوضہ کولیکٹ کرنے کی سہولت۔ ☆ جماعتی کارکنان کیلئے 10% خصوصی رعائیت۔ مستحق مریضوں کیلئے 5% خصوصی رعائیت۔

☆ ایمبیسی میں ویزہ اپلائی کرنے والے احباب وخواتین ریکوائرمنٹ کے مطابق تمام ٹیسٹوں سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

اوقات کار صبح 8:00 بجے تا رات 10:00 بجے تک۔ بروز جمعہ وقفہ 12:30 تا 1:30 بجے دوپہر۔

پتہ: نزد فیصل بنک گولبازار ربوہ

Ph: 0476212999
Mob: 03336700829
03337700829